REGD NO. P. 67 PHONE: 35

جلسہ سالانہ نمبر

17th, 24th FATAH 1349
17th, 24th, DECEMBER 1970

وہ سرزمین جو کہ صدیوں غبارِ راہ رہی
اُسی پہ پھول، ستارے، قمر نکل آئے

فری ٹاؤن (سیرالیون) کے اُفق پر آفتابِ احمدیت کا طلوع

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے دیا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ایگزیکٹو مینشن منروویا (لائبیریا) میں مقیم پوپ کے نمائندہ خصوصی نے حضور پُرنور ایّدہ اللہ سے ملاقات کی۔

محبوب امام ہمام ایّدہُ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں شمعِ احمدیّت کے ہزارہا پروانے بارگاہِ ربّ العزّت میں سجدہ ریز ہیں۔

لائبیریا کے صدر مملکت مسٹر ٹب مین کی طرف سے پیش کئے گئے خطبہ استقبالیہ کے جواب میں حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ کا تاریخی خطاب۔

جلد ۱۹ ہفت روزہ بدر قادیان شمارہ ۵۱/۵۲
۲۴/۱۷ شوال ۱۳۹۰ھ ۲۴/۱۷ فتح ۱۳۴۹ ہش ۲۴/۱۷ دسمبر ۱۹۷۰ء

جو دَور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عنایات یار سے

(المسیح الموعودؑ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حسین منظوم کلام کا ایک شعر زیب عنوان ہے اس میں حضورؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور قرآن کریم کی تاثیرات عظیمہ کا مدلل ذکر کرتے ہوئے اس عظیم الشان ذہنی اور خارجی انقلاب کو بطور ثبوت پیش فرمایا ہے جس نے دُنیا کی کایا پلٹ دی۔ اور ایسا انقلاب تاریخ عالم میں ایک ایسی مسلّمہ حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں۔

بعثت نبوی سے قبل کے زمانہ کی جو کیفیت تھی قرآن کریم میں اس کا ذکر کرتے ہوئے بڑے ہی جامع الفاظ میں فرمایا :-

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ ۔ (سورہ روم آیت ۴۲)

لوگوں کی بداعمالیوں اور ناپسندیدہ افعال کے نتیجہ میں برّ و بحر میں فساد ہی فساد برپا تھا۔ کوئی خطۂ ارضی یا کوئی طبقۂ انسانی اس سے محفوظ نہ رہا تھا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اس صورت حال کو خزاں کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ جو نہایت درجہ موزوں اور بلند پایہ مفہوم کا حامل ہے۔ اس کے بعد آقائے نامدار سیّد ولد آدم خاتم النبییّن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ دنیا میں جو زبردست رُوحانی انقلاب آیا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اسے بہار کا دَور قرار دیا ہے۔

عجیب بات ہے کہ اس روشن زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اور خزاں کی خبر دی اور بتایا کہ مسیح موعود کے نزول اور امام مہدی کے ظہور کے ساتھ پھر بہار آئے گی۔ چنانچہ جو کچھ زبانِ نبوی نے بیان کیا تھا واقعات نے ایک ایک بات کی پوری تصدیق کر دی ہے۔ حتیٰ کہ حضرات علماء کرام نے صاف طور پر اعتراف کیا ہے کہ ہمارا یہ زمانہ شرّ و فساد کے لحاظ سے بعثت نبوی سے قبل کے زمانہ سے کلّی مشابہت رکھتا ہے۔ جیسا کہ آج سے پانچ سال پہلے روزانہ الجمعیۃ دہلی میں زیر عنوان "اچھی باتیں" سورت روم کی مذکورۃ الصدر آیت کریمہ کی مختصر تشریح و تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا :-

" قرآن نے جو کچھ چودہ سو سال پہلے کہا تھا آج ہُو بہُو وہی ہو رہا ہے۔ فساد سے نہ خشکی محفوظ ہے نہ تری۔ سمندر بھی فساد سے بھر چکے ہیں اور جنگل بیابان بھی، جدھر دیکھو جنگ اور تباہی کے جھنڈے دیو منہ کھولے کھڑے ہیں۔ سمندروں میں جنگی جہازوں کے بیڑے حکم کے منتظر کھڑے ہیں۔ ورخشکی میں تباہی کے آلات نصب ہیں انسانی خون سمندر اور خشکی میں بہہ رہا ہے۔ اور یہ سب انسانوں کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ اور وہ خود اپنے اعمال کی سزا بھگت رہے ہیں۔ ایسے تو موقع ہے کہ یہ مفسدین خدا کی طرف رجوع کریں اور اپنی شرارتوں سے باز آئیں "

(الجمعیۃ دہلی صــ۳ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۶۵ء)

اس طرح کے فساد اور بگاڑ سے اُمتِ مسلمہ بھی باہر نہیں۔ چنانچہ آج بھی مسلم اخبارات کے پہلے صفحات پر کہیں مسدس حالی کے اشعار مسلمانوں کی زبوں حالی کا مرثیہ کہتے ہوئے شائع کئے جا رہے ہیں (ملاحظہ ہو الجمعیۃ جمعہ ایڈیشن ۱۳/۱۱/۷۰) اور کہیں مسلمانوں کی بے عملی کو واضح الفاظ میں "یہودیت کی بے عملی اور مسلمانوں کی ان سے مطابقت" قرار دیا جا رہا ہے۔ (ملاحظہ ہو پندرہ روزہ مسلم سرینگر صــ۱ ۱/۱۱/۷۰)

ذرا سوچیئے یہ صورت حال اُمّتِ مسلمہ پر خزاں کی کیفیت سے کچھ کم ہے ؟

جس طرح خزاں کا پہلا دَور بعثت نبوی کے ذریعہ بہار سے بدل گیا اسی طرح یہ دوسرا دورِ خزاں بھی حضورؐ ہی کے ظلّ کامل اور روحانی فرزند جلیل حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ بہار سے بدلا جانا مقدر تھا۔ اور دین اسلام کی نشأۃ ثانیہ اسی مبارک وجود کے ذریعہ عمل میں آنے والی تھی۔ بلاشبہ اس مبارک دَور کی شروعات کا یہی وقت ہے۔ جیسا کہ زمانہ کے حالات واضح رنگ میں اس کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ ایک وہ وقت تھا جب اسلام چاروں طرف سے مخالفین کے شدید حملوں کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ خود مسلمانوں میں اتنی سکت نہ تھی کہ وہ حملہ آوروں کا مقابلہ کر سکیں۔ سرسید جیسے مسلمان لیڈر معترضین کے سامنے اسلام کی طرف سے معذرت خواہی کی پوزیشن اختیار کر رہے تھے۔ ایسے وقت میں جس نے اسلام کے بطلِ جلیل کا پارٹ ادا کیا وہ حضرت امام مہدی مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام ہی کا مبارک وجود تھا۔ ایسے پریشان کن حالات میں آپ نے واضح کیا کہ اسلام کے دن پلٹنے والے ہیں۔ حملہ آور اسلام کا بال بیکا نہیں کر سکیں گے۔ بلکہ وہ خود بری طرح شکست اٹھائیں گے۔

چنانچہ آپؑ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر اس بات کا واضح اعلان فرمایا کہ :-

(۱) " مسیحائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں۔ اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں۔ اور اعزازِ اسلام کے لئے ساری ذِلتیں قبول نہ کریں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ اس اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے "

(فتح اسلام)

(۲) ـــ اسی طرح حضور نے عامّۃ المسلمین کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا :-

" اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے۔ اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بیدل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں۔ بلکہ اب زمانہ اسلام کی رُوحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذِلّت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکرِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے۔ جس علم کی رُو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائیگا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دے گا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال

(باقی دیکھیں صفحہ ۲۰ پر)

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۴ فتح (دسمبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے ۱۰ فتح کی آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ ـــــ حضور کی حرم محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے ثم الحمد للہ۔

٭ ـــ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔

٭ ـــ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۱۴ فتح۔ آج کراچی سے بذریعہ تار یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی کہ مکرم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری سابق ناظر تعلیم و تربیت قادیان مورخہ ۱۳ دسمبر ۷۰ء کو وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ریٹائرڈ ہو جانے کے بعد کراچی میں اپنے بچوں کے پاس مقیم تھے۔ مفصّل انشاء اللہ آئندہ ۔

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل اُن کے خوف سے پگھل جاتے ہیں

اُنہی کے ساتھ خدا ہوتا ہے

اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہو گا

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"اے میری جماعت خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو ۔ وہ قادرِ کریم آپ لوگوں کو سفرِ آخرت کے لئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے تھے ۔ خوب یاد رکھو کہ دُنیا کچھ چیز نہیں ہے لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دُنیا کے لئے ہے اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم و غم دُنیا کے لئے ہے ۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے ۔ کیونکہ وہ اُس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی ۔ اے سعادتمند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کیلئے مجھے دی گئی ہے ۔ تم خدا کو واحد و لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو ، نہ آسمان میں سے ، نہ زمین میں سے ۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا ۔ لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے ۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں ۔ سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصّوں سے الگ ہو جاؤ ۔ انسان کے نفس امّارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ کبر کی پلیدی ہے ۔ اگر تکبّر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا ۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کیلئے وعظ کرتے ہو ۔ سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چند روزہ دُنیا میں اُن کی بد خواہی کرو ۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے ۔ نمازوں میں بہت دُعا کرو کہ تا تمہیں خدا اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے ، ہر ایک بدی جو دُور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دُور ہوتی ہے ۔ اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پائے کسی بدی کے دُور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا ۔ اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری رُوحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رُو سے تمہاری دُنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں ۔

اے میری عزیز جماعت! یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے ۔ سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ ۔ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو ۔ اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو ۔ اور حدیثوں کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ تیار ہوا ہے ۔ لیکن جب قرآن کے قصّوں سے حدیث کا کوئی قصّہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو ۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے ۔ سو تم اس پاک کلام کی قدر کرو ۔ اس پر کسی چیز کو مقدّم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے ۔ کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقویٰ پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے ...... اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اُترے گی اور رُوح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم پر تمہارے ساتھ ہو گا ۔ اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکیگا خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو ۔ گالیاں سُنو اور چپ رہو ، ماریں کھاؤ اور صبر کرو ۔ اور حتّی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو ، تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جائے ۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل اُن کے خوف سے پگھل جاتے ہیں انہی کے ساتھ خدا ہوتا ہے اور وہ اُن کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے ۔ دُنیا صادق کو نہیں دیکھتی پر خدا جو علیم و خبیر ہے وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے ۔ پس اپنے ہاتھ سے اس کو بچاتا ہے ۔ کیا وہ شخص جو سچے دل سے تم سے پیار کرتا ہے اور سچ مچ تمہارے لئے مرنے کو بھی تیار ہوتا ہے اور تمہارے منشاء کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے اور تمہارے لئے سب کو چھوڑتا ہے کیا تم اس سے پیار نہیں کرتے اور کیا تم اس کو سب سے عزیز نہیں سمجھتے ۔ پس جبکہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلے میں پیار کرتے ہو پھر کیونکر خدا نہیں کرے گا ۔ خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اس کا وفادار دوست کون ہے اور کون غدّار اور دُنیا کو مقدم رکھنے والا ہے ۔ سو تم اگر ایسے وفادار ہو جاؤ گے تو تم میں اور تمہارے غیروں میں خدا کا ہاتھ ایک فرق قائم کر کے دکھلائے گا ۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵)

خطبہ جمعہ

الٰہی جماعتیں اس امر پر پختہ یقین رکھتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور اسکی بشارتوں کو دُنیا کی کوئی طاقت بدل نہیں سکتی

جب اُنہیں دُکھ دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں خود بڑے پیار سے کہتا ہے کہ گھبراؤ نہیں دُنیا تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی

صبر اور دُعا کے ساتھ اپنے رب کی پناہ میں رہو اور پھر اُس کی قدرتوں کے معجزے دیکھو

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ مورخہ ۶ نبوت ۱۳۴۹ ہش (۶ نومبر ۱۹۷۰ء) بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ انعام کی یہ آیت تلاوت فرمائی:-

"فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ"

(الانعام ۳۵)

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا:-

پچھلے دنوں مجھے نزلے اور کھانسی کی بہت تکلیف رہی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اب بہت حد تک بیماری دُور ہو گئی ہے لیکن بیماری اور ضعف پیدا کرنے والی دوائیں جو اس بیماری میں استعمال کی گئی ہیں ان کی وجہ سے ابھی تک کمزوری ہے۔ دعا ہے اور آپ کی دُعا بھی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کامل صحت عطا فرمائے۔ اس وقت سورۃ انعام کی

جو آیت میں نے پڑھی ہے

اس میں ہمیں بنیادی بات یہ بتائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم شدہ سلسلے اور جماعتیں اس بات پر پختہ یقین رکھتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات یعنی اس کی بشارتوں اور وعدوں کو دنیا کی کوئی طاقت بدل نہیں سکتی۔

غافل انسان کا ہمیشہ سے یہی دستور رہا ہے کہ جب تک وہ اپنی غفلت کی چادریں پھاڑ کر بیداری اور ہوشیاری اور نور کے سایہ تلے نہیں آجاتا اس وقت تک وہ اس معنے میں بھی شرک کرتا ہے کہ وہ اپنے ارادے اور اپنی خواہشات اور اپنے احکام اور اپنے کلمات دُنیا میں پھیلانا چاہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اگر کبھی اس کا اور اس کے پیدا کرنے والے رب کا مقابلہ ہوا تو وہ اپنے رب کو شکست دے گا اور خود کامیاب ہوگا۔ لیکن انسان کی ہدایت کے لئے جب اللہ تعالیٰ اپنے منصوبے بناتا اور ان کو جاری فرماتا ہے تو

ایک ایسی جماعت پیدا کرتا ہے

جو اس کے ساتھ زندہ تعلق رکھنے والی اور اس کے وعدوں پر پُورا یقین رکھنے والی ہوتی ہے۔ اور پھر اس طرح پر یہ ایک چھوٹی سی جماعت، یہ ایک بے سہارا جماعت، یہ ایک کم مایہ جماعت جب دُنیا کے اموال اور دُنیا کے اثر و رسوخ اور دنیا کے جتھوں کے مقابلے پر آتی ہے تو وہ دنیوی دولت اور وہ دنیوی اثر و رسوخ اور وہ دنیوی کثرت جو یہ سمجھتی ہے کہ ان کی مرضی چلے گی۔ اور ان کے رب کی مرضی نہیں چلے گی، ناکام ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا یہ نظارہ اپنے بندوں کو دکھاتا ہے کہ

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ

دُنیا کی کوئی ایک طاقت تو کیا سب طاقتیں مل کر بھی اس کے کلمات یعنی اس کے وعدوں اور بشارتوں کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔

ہوگا وہی جو خدا چاہے گا

وہ نہیں ہوگا جو دُنیا چاہے گی۔ کیونکہ دُنیا کے شریر اور دُنیا کے اموال اور طاقت میں مست لوگ جب اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعتوں کے مقابلے پر آتے ہیں اور ظاہری اعتبار سے انہیں کم مایہ اور کمزور پاتے ہیں تو وہ مختلف قسم کے حربے ان کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ وہ انہیں کہتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو۔ انہیں کہتے ہیں کہ تم کافر ہو۔ انہیں کہتے ہیں کہ تم دین میں فتنہ پیدا کرنے والے ہو۔ اور خود ساری جہالتوں اور جہالت کے سبب اندھیروں کے باوجود یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں اور وہ صداقت پر ہیں اور سچائی ان کے پاس ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اُن کی مدد کرے گا۔ وہ لوگ جو مذہب سے دلچسپی رکھتے ہیں جن کے دل میں خدا اور اس کے رسول کے لئے ایک نامعلوم سی محبت ہوتی ہے ان کو اس طرح دھوکے میں ڈال کر حقیقت سے دُور اور صداقت سے پرے لے جانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور الٰہی جماعت کی تکذیب ہوتی ہے تکفیر ہوتی ہے۔ ساری دُنیا اکٹھی ہو کر انہیں کافر کہنے لگ جاتی ہے۔

اسی طرح جب وہ دیکھتے ہیں کہ تھوڑے ہونے کے باوجود، کم مایہ ہونے کے باوجود، بے سہارا ہوتے ہوئے بھی یہ جماعت اُن سے خوف نہیں کھاتی۔ یہ جماعت اس طرح نڈر ہے کہ جب یہ لوگ اس کے لئے آگ جلاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ

ہمیں یہ وعدہ دیا گیا ہے

کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے۔ آگیں جتنی چاہو جلا لو۔ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا کیونکہ

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ

جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ پورا ہوتا ہے۔ پس دُنیا میں الٰہی جماعت کے خلاف بڑے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔ بڑی تدبیریں کی جاتی ہیں کہ انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ کہنے والے یہاں تک کہتے ہیں کہ جب ہمیں طاقت ملی تو تین دن کے اندر اندر تمام احمدیوں کو تختۂ دار پر لٹکا دیں گے۔ مگر تختۂ دار تو اُسے ملتا ہے جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ملے۔ لیکن خدا تعالیٰ جس کی حفاظت کرنی چاہے تو وہ جلتی ہوئی آگ میں سے بھی بچا کر لے آتا ہے۔ اسے تو وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح تختہ دار سے بھی زندہ اُتار لیتا ہے۔

الٰہی طاقتوں کے مقابلے میں

مادی ذرائع کوئی حقیقت نہیں رکھتے نہ کبھی کامیاب ہوئے ہیں۔ لیکن جب تکفیر ہو رہی ہوتی ہے۔ جب ایذا رسانی کے تمام منصوبے اور تمام تدابیر اختیار کی جا رہی ہوتی ہیں تو یہ چھوٹی سی جماعت جو اپنے رب سے تعلق رکھتی ہے۔ جو اپنے رب کے دامن سے چمٹی ہوتی ہے اور اس سے پرے ہٹنا نہیں چاہتی وہ پورے ثبات قدم کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو ثابت کرتی ہے۔ وہ دُنیا کے سارے خوف دل سے ہٹا کر اور دُنیا کی ہر خشیت سے بیزاری کا اظہار کر کے اپنے رب کو یہ کہتی ہے کہ اے ہمارے رب! اگر تجھے ہماری جانیں چاہئیں تو ہم جنہیں ہیں جانیں دینے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ ہم تو تیری

رضا کے طالب ہیں۔ اور دنیا جو مرضی کر لے، ہوگا وہی جو تو چاہے گا۔ اور تو یہ چاہ کہ ہم ثابت قدم رہیں۔ دعا کے ساتھ اور دعاؤں کے نتیجہ میں صبر کی طاقت پا کر

اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور اس کی طاقتوں کے معجزے

دکھانے کا حزب اللہ ایک آلہ بن جاتا ہے۔ جیسے ایک بلب ہے جس کے اندر ایک تار ہوتی ہے جو ذریعہ بن جاتی ہے نہ نظر آنے والی بجلی کی روشنی کو ظاہر کرنے کا۔ اسی طرح یہ جماعت ذریعہ بن جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی طاقتوں اور قدرتوں کے جلوے دکھانے کا۔ اللہ تعالیٰ تو بندے کو نظر نہیں آسکتا۔ نہ یہ مادی آنکھ اُسے دیکھ سکتی ہے۔ اور نہ یہ مادی دماغ اس حد تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ یہ تو خدا تعالیٰ ہی ہے جو اپنے محبوب بندے کے پاس پہنچتا ہے اور اس کو بھی اپنی قدرتوں کا جلوہ دکھا کر اپنے زندہ تعلق کا اظہار کرتا ہے۔ اور اسے ذریعہ بھی بنا لیتا ہے اس بات کا کہ جس طرح دھات کی ایک باریک تار بجلی کی روشنی ظاہر کرتی ہے اسی طرح یہ ایک چھوٹی سی جماعت (اس تار سے بھی شاید کم حیثیت رکھنے والی) اس نور کے اظہار کا ذریعہ بنتی ہے جو نور کہ نور السمٰوٰت و الارض ہے۔

پس جب ان کے خلاف زبانیں چلائی جاتی ہیں تو

یہ ثباتِ قدم دکھاتے ہیں

اور جب انہیں دُکھ دینے کے لئے تدبیریں کی جاتی ہیں اور منصوبے باندھے جاتے ہیں اور سامان اکٹھے کئے جاتے ہیں اور ایک شور مچایا جاتا ہے اور دعوے کئے جاتے ہیں کہ ہم ان کو قتل کر دیں گے اور مار دیں گے تو ان کے قدموں میں لغزش نہیں آتی اور وہ جن کے اوپر رعایا کی حفاظت کی ذمہ داری ہے وہ بھی خاموش رہ جاتے ہیں لیکن خدائے قادر و توانا جس نے ان کی زندگی کی ضمانت لی ہے اور جس کے اوپر نیند اور اونگھ نہیں آتی اور جس کے قادرانہ تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں وہ اُن کے پاس آتا ہے اور انہیں بڑے پیار سے کہتا ہے تم گھبراؤ نہیں دُنیا تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ تم میری حفاظت اور میری پناہ اور میری سلامتی کے نیچے ہو۔ میرے مقابلہ میں دُنیا کا کوئی منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔

پس لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ

جو خدا نے فرمایا ہے وہی ہوگا۔ ہمارے لئے اس پر پختہ یقین اور کامل ایمان رکھنا ضروری ہے۔ خدا تعالےٰ نے ہمیں فرمایا کہ آگ تمہیں نہیں جلائے گی۔

خدا تعالیٰ نے ہمیں بڑے پیار سے یہ فرمایا

کہ ساری دنیا کی طاقتیں اکٹھی ہو کر بھی تمہیں ہلاک نہیں کر سکتیں۔ اور نہ صرف یہ فرمایا ہے بلکہ اپنے فعل سے یہ ثابت بھی کیا ہے۔

مَیں افریقہ میں یہ کہتا رہا ہوں کہ اکیلا ایک شخص تھا جس نے خدا کے حکم اور اس کی توحید کے قیام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال کو دُنیا کے دلوں میں بٹھانے کے لئے ایک آواز بلند کی تھی۔ مگر ساری دنیا اکٹھی ہو کر اس ایک آواز کو خاموش کرنے کے پیچھے پڑ گئی۔ لیکن ساری دنیا اکٹھی ہو کر بھی اس ایک آواز کو خاموش نہیں کر سکی اور اب

افریقہ کے ایک ایک مُلک میں

ایسی لاکھوں آوازیں میرے کان میں پڑ رہی ہیں کہ جن میں سے ہر ایک آواز اس اکیلے آدمی کی آواز کی صدائے بازگشت ہے۔

غرض صرف یہ دعویٰ نہیں۔ یہ ایک ایسی آواز نہیں کہ جس کے متعلق ہم ذرا سا شبہ بھی کر سکیں کہ پتہ نہیں یہ وعدہ پورا بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ نہیں! یہ خدا کی بات ہے اور خدا کی باتیں اٹل ہوتی ہیں اور اس کا عمل، اس کی طاقت، اس کے قادرانہ تصرف (وہ بھی) ہمیں اطمینانِ قلب بخشنے کے لئے ہے کہ

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ

اللہ تعالےٰ کی باتوں کو تو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اس حق کے وعدہ کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے۔

یہ ایمان اور یقین پختہ ہونا چاہیئے

پھر دُعا کے ساتھ صبر کی طاقت اور صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنی چاہیئے۔ دُنیا کا فر کہے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اللہ تعالےٰ کافر نہ کہے دُنیا جھوٹا کہے ہمارا کیا نقصان ہے۔ وہ بیشک کہتی رہے۔ ہمیں تو اس قسم کی باتیں سُن کر کبھی غصہ نہیں آتا۔ ہم تو ایسے شخص کے لئے بھی دُعا کرتے ہیں

کیونکہ جس راستے پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی انگلی پکڑ کر چل رہا ہے اس راستے کو وہ لوگ اختیار نہیں کر رہے۔ بہر حال اگر وہ جھوٹا کہیں تو ہمیں نہ اس کی کوئی پرواہ ہے، نہ ہمیں اس پر کوئی غصہ آتا ہے۔ کیونکہ ہمارا رب بڑے پیار سے ہمارے کان میں کہتا ہے کہ مَیں تمہیں سچا سمجھتا ہوں۔ کوئی آدمی اگر ہمیں یہ کہے کہ تم اپنے رب سے دُور اور ملعون ہو۔ تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ جبکہ وہی رب جس سے دُوری کے متعلق وہ فتویٰ دیتے ہیں وہ ہمیں کہتا ہے کہ تم میری گود میں بیٹھے ہو۔ تم کیوں فکر کرتے ہو۔

پس لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ

پر ہمارا پختہ یقین ہونا چاہیئے۔ اور

صبر اور دُعا سے

اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد کو حاصل کرنا چاہیئے۔ اور جس وقت وہ مدد حاصل ہو جائے تو خدا تعالےٰ کے شکر گزار بندے بن کر اس کی مخلوق کی خدمت میں لگ جانا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو وہ مدد حاصل ہے۔ پاکستان میں بھی، ہندوستان میں بھی، یورپ میں بھی، انگلستان میں بھی، امریکہ میں بھی، افریقہ میں بھی، جزائر میں بھی، آسٹریلیا میں بھی، اور نیوزی لینڈ میں بھی۔ کہاں ہے وہ خطۂ زمین جہاں احمدی بستے ہیں اور ان کے اوپر سورج غروب ہوتا ہے اب تو وہ پہلی سی حالت نہیں رہی۔ اور اطمینانِ قلب حاصل کرنے کے لئے ہر جگہ اللہ تعالےٰ کا یہ فعل جاری ہے۔ اطمینانِ قلب حاصل کرنے کی انسان کو ضرورت ہوتی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے رب کو ایک سوال کا جواب یہی دیا تھا کہ

لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي

(البقرہ ۲۶۱)

اس لئے وضاحت چاہتا ہوں کہ مجھے اور زیادہ اطمینان ہو۔ چنانچہ ہمارے دل کو مطمئن کرنے کے لئے اور ہمارے ایمان اور یقین کو پختہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فعل ہر روز ہمیں بتا رہا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہے اور

اس کے وعدے اور بشارتیں ہمیں حاصل ہیں

اور اس کی باتیں بدلا نہیں کرتیں اس لئے دُنیا جو کہے اور جو کرے اس کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔ وہ کمزور انسان جو اپنے رب کی گود میں بیٹھا ہے۔ وہ کسی اور سے کیسے ڈرے گا۔ جب کہ وہ بچہ بھی نہیں ڈرتا جو اپنی ماں کی گود میں بیٹھا ہوتا ہے۔ حالانکہ اس کی ماں کو تو کوئی طاقت حاصل نہیں ہے۔ ہمارے رب کے پاس تو ساری طاقتیں ہیں۔ اسلئے اگر ان پاک فضاؤں میں شور بپا ہو۔ اگر کفر کے فتوے اور زیادہ گونجنے لگیں۔ اگر ہمارے ساتھ اور استہزاء کیا جائے۔ اور ہمیں دُکھ دینے یا مارنے یا مٹانے کے دعوے جتھوں اور جلوسوں میں کئے جائیں تو سہ

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

اس وقت اپنی تدبیر پر بھروسہ نہ کرنا بلکہ اس وقت اپنے

ربّ کی پناہ میں پناہ لینا

اور اسی کو اپنا سہارا بنانا۔ پھر دُنیا جماعت کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ اور نہ ہی انشاء اللہ اس کا کچھ بگاڑ سکے گی کیونکہ

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٔ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔"

(الوصیت)

ذکرِ حبیب علیہ السلام

(رقم فرمودہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی)

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر محترمہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کا عنوانِ بالا کے تحت جو ایمان افروز مضمون پڑھ کر سنایا گیا اسے قارئین بدر کے افادہ و دلچسپی کی غرض سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ❊ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

ذکرِ حبیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○
فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○
اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○

میری نظر میں وہ زمانہ پھر رہا ہے جب آپؑ کے وصال کا وقت قریب تھا۔ الہامِ الٰہی واپسی کا اشارہ کر رہے تھے۔ حضرت اماں جانؓ اکثر اداس ہو جاتی تھیں۔ انہی ایام میں ایام گرما ۱۹۰۷ء میں چند روز کے لئے گھبرا کر حضرت بڑے ماموں جان کے ہاں لاہور تشریف لے گئی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطوط آتے تھے کہ جلد آجائیں۔ ان خطوں میں بھی ایسا ہی اشارہ ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ تمہارا بھی مجھے بہت خیال ہے۔ مگر میرے مولا کریم کا حکم مل چکا ہے وغیرہ۔ مجھے بھی آپ کا ایک خط ملا جس میں مجھے میری لختِ جگر مبارکہ کے الفاظ سے نوازا اور لکھا تھا کہ گرمی بہت ہے۔ تم سب کے بغیر میں اداس ہوں۔ اپنی اماں کو لے کر تم جلد آجاؤ۔ افسوس کہ چاؤ کے مارے خط کو اٹھائے پھری۔ صدری کی جیب میں رکھ لیا۔ (میری عادت تھی کہ اکثر گرمی میں بھی صدری پہنے رکھتی تھی) یا شاید حضرت اماں جانؓ نے رکھ لیا ہو۔ مگر وہ خط مجھے ملا نہیں حضرت اماں جان کے خطوط میں۔

مجھے خواب آیا کہ میں بیٹھی ہوں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا آدمی دو چار ماہ تک رخصت ہو جائے گا۔ اتنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سامنے آگئے میں نے کہا ابّا ایک شخص کہہ رہا تھا کہ دنیا کا سب سے بڑا آدمی دو چار مہینہ تک فوت ہو جائے گا۔ شاید بادشاہ فوت ہو جائے۔ پیر جی کہتے تھے سب سے بڑی سلطنت انگریز بادشاہ کی ہے۔ آپ نے فرمایا میری طرف دیکھ کر، نہ وہ بھی کوئی بڑا آدمی ہے یہ مطلب نہیں ہے اس کا۔ آنکھ کھل گئی۔ دل پر اثر رہا۔ مگر انسان ہمیشہ اپنے پیاروں کے متعلق اچھا سوچنا پسند کرتا ہے۔ میں نے اس خواب کے اثر کو دل سے مٹانا چاہا۔

پھر خواب آیا کہ میں نیچے کے صحن میں پھر رہی ہوں۔ گول کمرے کے دروازہ سے مولوی عبد الکریم صاحب نکلے اور کہا بی بی۔ ابّا سے جا کر کہو رسول کریم صلعم تشریف لے آئے ہیں اور تمام صحابہ کرام آپ کے منتظر ہیں۔ آپ کو بلا رہے ہیں۔ آپ آجائیں۔ میں نے جھلک مجلس کی گول کمرے میں دیکھی۔ مگر خاص چہرہ مبارک کو پہچانا نہیں۔ اوپر جا کر میں نے اس دروازے سے جو اُمِّ ناصرؓ کے صحن میں حضرت اماں جانؓ کے کمرے کی جانب کھلتا تھا جا کر آپ کو پیغام دیا کہ حضرت رسولِ کریم (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور سب صحابہ تشریف لائے ہیں اور آپ کو بلوایا ہے۔ آپ تیز تیز قلم سے کچھ مضمون لکھ رہے تھے۔ نظر اٹھائی اور کہا جاؤ کہدو کہ بس یہ مضمون ختم ہوا اور میں آیا۔

لاہور میں جس شب آپ علیل ہوئے اور صبح وصال ہوا۔ شام کو قریب مغرب اسی طرح آپ بستر پر بیٹھے ہوئے بہت تیزی سے جلد جلد لکھ رہے تھے۔ چہرۂ مبارک سُرخ تھا۔ قلم رواں تھا۔ میں نے آپ کا چہرہ اور اسی طرح بستر پر بیٹھے لکھتے دیکھا تو مجھے وہ خواب یاد آیا اور میں نے سوچا یہ تو وہی انداز لکھنے کا اور وہی سب کچھ ہے جو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ میں سامنے آپ کے، ایک تخت پوش بچھا تھا اس پر بیٹھی تھی۔ ایسا کچھ دل پر اثر ہوا کہ میں گھبرا کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔

خیر یہ تو دو خوابیں اپنی یاد آگئی ہیں لکھ دیں۔

حضرت اماں جانؓ کی مبارک احمد کی وفات کے بعد باوجود بے نظیر صبر کے کچھ طبیعت خراب رہتی اور زیادہ تر ان پر اثر آپ کی قرب وفات کی پیشگوئیوں کا تھا۔ گھبراہٹ اداسی اکثر رہتی تھی۔ آپ نے حضرت اقدس سے کہا چند دن کے لئے لاہور چلیں۔ حضرت اقدس جانا نہیں چاہتے تھے۔ میں حجرہ میں گئی ایک دن۔ تو لاہور کی بابت ذکر تھا۔ نانا جان۔ حضرت بھائی صاحب سب پہنچے تھے۔ حضرت اقدس کے دل میں رکاوٹ تھی۔ جب میں جا کر بیٹھ گئی تو آپ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا۔ اور کہا جاؤ تم سب ذرا پھر آؤ۔ میری بیٹی میرے پاس رہے گی۔ میرا دل کسی اور بات سے اس دن کسی سے خفا ہو کر بھرا ہوا تھا۔ آپ کا سر پر پیار سے ہاتھ پھیرنا تھا کہ میں رو پڑی۔ آپ نے کہا۔ تم رونے لگیں؟ تم میرے پاس نہیں رہو گی؟ پھر میں نے بتایا کہ اس طرح منجھلی بھابی جان نے کہا تھا کہ تم پڑھنے میں دیر لگا دیتی ہو۔ ہم سے اتنا انتظار کھانے پر نہیں ہوتا۔ میں تو اس لئے روئی تھی۔ آپ نے پھر پیار سے دلاسا دیا اور کہا کہ تم ان کے ساتھ کیوں کھاؤ۔ تم میرے ساتھ ہی کھایا کرو۔ اور یہ ڈاک ہے لو۔ اس کو پڑھو۔ خطوط اور اخبار تھے اور یہاں ہی میرے پاس بیٹھو۔ میں وہاں بیٹھی پڑھتی رہی۔ شام کو میری بھابی جان جن کا دل بہت صاف تھا خود ہی آئیں اور دروازے کے باہر سے پکار کر کہا آج باہر نہیں آنا۔ اب آجاؤ نا۔ حضرت اقدس نے فرمایا اچھا اب جا کر ذرا کھیل لو۔

جب لاہور کا سفر قریب ہوا تو صدقہ وغیرہ بھی دیا گیا تھا۔ مجھے یاد ہے ہم رات کو بٹالہ ٹھہرے تھے ایک مکان میں۔ صبح چلنا تھا۔ کھانا جماعت یا کسی ایک فرد کی جانب سے آنا تھا۔ بہت دیر ہو گئی۔ حضرت اماں جانؓ کو سخت ضعف بھوک سے معلوم ہوا۔ حضرت اقدسؑ جب نماز سے فارغ ہو کر باہر سے آئے تو حضرت اماں جانؓ نے کہا مجھ کو بہت سخت بھوک لگی ہے۔ اتنی کہ آدمی مٹی بھی کھا لے۔ کھانا اب تک نہیں آیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت بڑے بھائی صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے کہا کہ میاں محمود! تم جا کر کسی دکان سے جو ملے لے آؤ تمہاری والدہ کو بہت بھوک لگی ہے۔ وہ گئے تھے۔ اور کچھ لائے تھے۔ ساتھ ہی کھانا آگیا تھا۔ اور بھی سب نے کچھ نہ کچھ کھایا اور سب ساتھ والوں کو باہر تقسیم کیا گیا۔ لاہور پہنچے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ مع اہل و عیال ہمراہ تھے اور پیر منظور محمد صاحبؓ بھی تھے۔ اسی مکان کے مختلف حصوں میں ان سب کو ٹھہرایا گیا تھا۔ نیچے کے حصہ میں خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اور ان کے گھر والے تھے۔ نیچے ایک بڑے کمرے میں جماعت ہوتی۔ ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ ہر وقت کی مصروفیت تھی۔ آپ شام کو ضرور تھوڑی دیر کے لئے لینڈو میں سیر کو تشریف لے جاتے۔

ایک بار حضرت اماں جانؓ نے کہا لڑکی کو ساتھ لے جاتے ہو وہ دونوں بہویں ہیں ان کو کسی دن لے جایا کرو۔ آپ نے فرمایا نہیں میرے ساتھ مبارکہ ہی جائے گی۔ وہ الگ جا سکتی ہیں۔ میں اور حضرت اماں جانؓ ساتھ ہوتے تھے۔ سامنے گھوڑوں کی جانب پشت کی طرف۔ حضرت اقدس اور حضرت اماں جانؓ ہوتی تھیں۔ اور سامنے میں۔ لاہور اس وقت اتنا بڑا نہ تھا۔ باہر نکل کر غیر آباد سڑکوں کے چکر کاٹ کر ہم واپس آتے۔ آپ فرماتے تھے نقاب اٹھا دو گاڑی چل رہی ہے کوئی نہیں دیکھتا۔ کھیتوں میں ہو گا کوئی بیچارہ، کسان اپنے کام میں مصروف ہو گا۔ ایک دن اسی طرح بیٹھے ہوئے آپ نے فرمایا اب ذرا نقاب نیچی کر لینا میاں محمود گھوڑے پر آرہے ہیں۔ اس کو پردہ کا بہت زیادہ خیال ہے غصہ چڑھے گا۔ یہ الفاظ آپ کے لبوں سے بہت پیاری مسکراہٹ کے ساتھ نکلے تھے۔ میں نے گردن نکال کر دیکھا۔ سڑک سے اگلی سڑک کے موڑ تک، کہیں ان کا گھوڑا نظر نہیں آرہا تھا۔ چند منٹ کے بعد وہی ہوا کہ حضرت بھائی صاحب گھوڑا دوڑاتے پاس سے گزرے اور مجھے جھانکتے دیکھ کر گھورا۔

حضرت اماں جانؓ نیچے خواجہ صاحب کے صحن میں تھیں۔ میں بھی تھی۔ حضرت اماں جانؓ نے کسی کپڑے والے کو بلوایا تھا اور میرے جہیز کے لئے کچھ کپڑا خرید رہی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرے نزدیک آئے اور کہا تمہاری اماں تمہارے لئے ریشم وغیرہ لے رہی ہیں۔ ہمیں تو بنارسی کپڑا پسند ہے۔ یہ تھان بنارسی جو دکھے ہیں جس پر تم ہاتھ رکھ دو وہ اپنے پاس سے خود تم کو لے کر دوں گا۔ مجھے باتوں سے پتہ تو لگ گیا تھا کہ میری شادی کے لئے اماں جانؓ کپڑے پسند کر رہی ہیں۔ اتنی شرم آئی کہ بول ہی نہ سکی۔ آج تک پچھتاتی ہوں وہ تو خاص تبرک اور تحفہ ہوتا۔ آپ کی پسند دیکھ کر حضرت اماں جانؓ نے بنارسی بھی لیا ہو گا مگر وہ خاص آپ کا کہنا اور الگ لینا وہ بات کہاں۔

آپ کی وفات سے دو چار ہی دن پہلے کسی صاحب نے موٹر لا کر کھڑی کی کہ اس پر، نئی سواری ہے آپ سیر فرمائیں۔ آپؑ نہیں گئے ہم لوگوں یعنی بچوں کو اور بھابی جان وغیرہ کو بھجوا دیا تھا۔

اس جدائی کی شب آپ نے عشاء یا غالباً عشاء مغرب جمع تھی گھر میں ہی باجماعت ادا کی

تھی ۔ وہ آخری نماز تھی جو میں نے آپؑ کے پیچھے آپ کے قریب پڑھی ۔ میں پہلے بھی بیان کر چکی ہوں کہ میرا پلنگ آپؑ کے قریب ہوتا تھا کمرے میں اتنا قریب کہ صرف گذرنے کو جگہ ہوتی لاہور میں صحن میں بھی اسی طرح بالکل قریب تھا۔ میری آنکھ کھلی ۔ آپ کو رفع حاجت کے لئے جاتے دیکھا ۔ آپ آکر لیٹ گئے ۔ پھر آنکھ کھلی تو حضرت اماں جانؓ کی بحالت کرب میں دعائیں اور یاحیّ و یاقیّوم کی آواز سنی ۔ ابھی آپ باہر ہی تھے پھر تو ایک قیامت کا سماں تھا ۔ مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں کیا کروں ۔ آپؑ کو اندر لے آئے ۔ بستر پر آپ لیٹے تھے ۔ اردگرد ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب وغیرہ سب اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بھی سر جھکائے کھڑے تھے ۔ اپنی جانب سے تدبیریں ہو رہی تھیں مگر ضعف بڑھتا جا رہا تھا ۔ حضرت اماں جانؓ نے اسی گھبراہٹ میں نور محمد ملازم کو دوڑا کر میرے میاں نواب صاحب مرحوم (میرا نکاح تو ہو چکا تھا رخصتانہ آپ کے بعد ہوا) کو بھی بلوا لیا تھا ۔ اس وقت کوئی ہوش نہ تھا ۔ میں سر پہ چادر لے کر کبھی اندر جاتی دیکھتی ۔ کبھی باہر آتی ۔ حضرت بڑے بھائی صاحبؓ بھی کسی کو بلانے یا کسی کام کو گئے ہوئے تھے ۔ جلدی ہی پہنچ گئے مگر ضعف بڑھ رہا تھا ۔ اب آپ بول بھی نہ سکتے تھے ۔ کچھ لکھنا چاہا تھا غالباً ۔ مگر لکھا نہ گیا تھا ۔

حضرت بڑے بھائی صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ رو رو کر دعائیں کر رہے تھے ۔ اور حضرت اماں جانؓ بھی ۔ میں نے حضرت بھائی صاحب کو یہ کہتے سُنا ۔ اس کرب میں کہ میں دُنیا سے چلا جاؤں ۔ مگر یہ مفید وجود رہ جائے ۔ آخر لوگوں کی گردنیں جھک گئیں ۔ سب رونے لگے ۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کی تو گویا کمر ٹوٹ گئی تھی ۔ باہر آکر چارپائی پر جھک کر بیٹھ گئے ۔ چہرہ سے ظاہر تھا کہ جیسے اس غمگین شخص کا سب کچھ لُٹ گیا ہو ۔ میں بھاگ کر اندر چلی گئی ۔ حضرت بڑے بھائی میرے بہت پیارے بھائی نے میری گردن میں ہاتھ ڈال کر میرا سر جھکایا کہ آپؑ کو خدا نے بُلا لیا ۔ اب پیشانی پر بوسہ دو ۔ میں نے بوسہ دیا ورنہ جھجکتی رہ جاتی ۔ پیارے بھائی کا یہ بھی مجھ پر بڑا احسان ہوا ۔ پھر جس جوش سے انہوں نے آپ کے بستر کے پاس پائینتی کھڑے ہو کر دُعائیں اور عہد کئے ہیں وہ ہمیشہ نقش رہیں گے ۔ جن کو میں نے نظم کیا ہے چند الفاظ میں صرف ؎

میں کروں گا عمر بھر تکمیل تیرے کام کی
میں تیری تبلیغ پھیلاؤں گا بر روئے زمیں

وہ درد میں ڈوبی آواز وہ عزم وہ شاندار لہجہ ۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ یک دم اللہ کی تقدیر وارد ہو جانے کے بعد غم کو ضبط کر رہے تھے ۔ اور خدمتِ دین اور احمدیت کی تبلیغ وغیرہ سب ذمہ داریاں اپنے ذمہ لینے کا عہد کر لیا ۔ ایسے بھی الفاظ بولے تھے کہ کوئی ساتھ نہ دے میں اکیلا ہوں جب بھی تیرے ہی کام میں زندگی گزار دوں گا وغیرہ ۔

حضرت اماں جانؓ اسی پلنگ پر بیٹھی رہی تھیں ۔ جب تک غسل وغیرہ کی تیاری کی وجہ سے اٹھنا نہ پڑا ۔

ایک بات حضرت اماں جانؓ کی تو حضرت منجھلے بھائی صاحب لکھ چکے ہیں ۔ آپ نے فرمایا تھا اس دعاؤں کے وقت کہ اے خدا ! اس نے ہمیں چھوڑ دیا مگر تُو کبھی ہم کو نہ چھوڑ ۔ اور ایک بات اور جو میں نے سُنی اور یاد رہی وہ یہ ہے کہ آپؑ کے جسد مبارک کے پاس بیٹھے ہوئے ۔ میں سامنے پٹی کے پاس زمین پر بیٹھی تھی ۔ بڑے درد سے بڑے جوش سے آپ نے فرمایا تھا کہ

"میرے بچّو یہ نہ سمجھنا کبھی
کہ ہمارے باپ نے ہمارے
لئے کچھ نہیں چھوڑا ۔ وہ
تمہارے لئے بہت بڑا خزانہ
دُعاؤں کا آسمان پر چھوڑ
گیا ہے ۔ جو ہمیشہ وقتاً فوقتاً
تم کو ملتا رہے گا"

یہ ٹھیک الفاظ حضرت اُمّ المومنینؓ کے ہیں جو مجھے یاد رہے ، بالکل ٹھیک ۔ پھر تیاری ۔ سامان کا باندھنا ۔ چلنا ۔ قافلہ سالار راہ میں چھوڑ کر اپنے سب سے پیارے کے پاس جا چکا تھا ۔ اس کے یتیم ۔ اس کی مقدس و مبارک بیوی ۔ اس کی عاشق جماعت سب بے سہارے بے سروسامانوں کی طرح ششدر و حیران تھے ۔ مگر دل کو اس کی باتیں ۔ اس کی دعائیں ۔ اس کی تسلیاں یاد آکر اس کی اللہ تعالیٰ سے خاص محبت جو دلوں میں بیٹھ گیا تھا ۔ جو ایمان وہ سکھا گیا تھا ، تسکین بخشتی تھیں ، کہ اس کا سچے وعدوں والا خدا ہمارے ساتھ ہے ۔ غم جدائی کے سوا اور ہمیں کسی قسم کا غم و فکر پاس نہیں آنے دینا چاہیئے ۔ واقعی یہی کیفیت تھی اور خصوصاً حضرت اُمّ المومنینؓ کی رات بھر تڑپ نے اب صابرانہ دعاؤں کی طرف رُخ بدل لیا تھا ۔ اسباب رکھتے وقت حضرت اماں جانؓ نے فرمایا (میں پاس کھڑی تھی آپ ٹرنک بند کر رہی تھیں) کہ کہتے تھے کہ تین امتحان ہوں گے تمہارے ۔ دو تو ہو چکے ۔ (مبارک احمد کی وفات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال) اب تیسرا باقی ہے ۔ یہ لفظ سُن کر مجھے ہمیشہ وہم رہتا کہ اس وقت چھوٹے بھائی صاحب کے کپڑے رکھ رہی تھیں ۔ خدا کرے ان کا غم نہ پہنچے ۔

مگر آخر وہ وقت آیا ۔ ہجرت قادیان سے ہونا اور حضرت اماں جان کو یہ صدمہ بہت سخت پہنچنا اور مجھے سب یاد آگیا ۔ اور یقین ہوا کہ وہ تیسرا امتحان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمودہ یہی تھا ۔

جس غم جدائی میں کمزور ہوتے ہوتے آپ نے ۵۲ء میں وفات پائی ۔ خدا تعالیٰ وہ دن لائے کہ ان کی تڑپ کہ مجھے قادیان پہنچایا جائے پوری ہو ۔ وہ دن جماعت کی فتح کا دن ہوگا ۔ کامرانی کا دن ہوگا ۔ آسمان سے دعائیں پہنچیں گی ۔ ان کی دعائیں پہنچیں گی ۔

ہم سب نہ معلوم کس وقت بٹالہ پہنچے ۔ غرض رات اسٹیشن پر گزری تھی ۔ پوری رات یا رات کا بڑا حصہ حضرت اماں جانؓ نے مجھے سینہ سے لگا کر لٹایا ہوا تھا ۔ صبح ہوئی اور قافلہ اپنی سب سے قیمتی متاع کو اٹھائے عازم قادیان ہوا ۔ اس وقت آپ کو چارپائی پر لٹایا گیا تھا ۔ بکس میں نہیں تھے ۔ جہاں تک میں نے دیکھا مجھے یہی یاد ہے ۔ برف کا پانی ٹپکتا جاتا اور عاشق آپ کے اس پانی کو ہاتھوں پر لے کر اپنے سر آنکھوں سے ملتے جاتے تھے ۔ باغ میں پہنچے ۔ ہم لوگ مکان کے اندر گئے ۔ جنازہ سامنے ایک بڑا چبوترا تھا ۔ اس پر یا اس کے قریب رکھا گیا تھا ۔ بہرحال وہی جانب تھی ۔ بعد میں شاید کہیں پر لے گئے ہوں گے ، نماز جنازہ کے لئے ۔

پھر وہی ہوا جو ہونا چاہیئے تھا کہ خواجہ صاحب کا پیام آیا ۔ حضرت بڑے بھائی صاحب اندر تشریف لائے اور حضرت اماں جانؓ سے کہا کہ دفن سے پہلے خلیفہ منتخب ہونا ضروری ہے ۔ سب کی رائے حضرت مولوی صاحبؓ کے لئے ہے ۔ خواجہ صاحب نے مجھے بھیجا ہے کہ حضرت اُمّ المؤمنین سے بھی پوچھ آؤ ۔ آیا یہ انتخاب خلیفہ اوّلؓ کا ان کو بھی پسند ہے ۔ حضرت اماں جانؓ نے فرمایا "بہت بہتر ہے ان کا ہی خلیفہ ہوتا ۔ یہی مناسب ہے ۔ غرض خلافتِ اوّل کا انتخاب ہوا ۔ بیعت سب نے کی ۔ آگے جو بعض کے خیالات بدلے وہ داستانِ دیگر ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے ۔ آمین ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر دُعا کو کہتے ۔ یہ نہیں کہ میں کوئی بڑی اور بزرگ تھی ۔ آپ کا مطلب دُعائیں سکھانا اور دعا کی اہمیت دلوں میں بٹھا دینا تھا آپؑ نے مجھے کہا کہ ایک خاص بات ہے دُعا کرو ۔ رات کو دو نفل پڑھو ۔ دعا کرو کہ جو معاملہ میرے دل میں ہے اس کے متعلق تم کو کچھ اشارہ ہو جائے ۔ میں نے دُعا کی ۔ اور اسی شب خواب دیکھا ۔ آپؑ کو سُنایا پہلے لکھ چکی ہوں کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ مستانہ وار چھت پر بیٹھے ہیں ہاتھ میں ایک کتاب ہے کہتے ہیں اس میں وہ الہام ہیں جو میرے متعلق ہیں اور سر اُٹھا کر مجھے دیکھا اور کہا میں ابوبکر ہوں ۔ خواب چھپ چکا ہے ۔ آپؑ نے مجھے صبح پوچھا ۔ آپ ٹہل رہے تھے ۔ میں نے کہا ۔ میں نے تو مولوی صاحب کو اس طرح دیکھا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ "میں ابوبکرؓ ہوں" آپ نے ایسے الفاظ فرمائے کہ جیسے جو دعا کی تھی اسی کا جواب ہے ۔ آپ مطمئن ہو گئے تھے ۔ الفاظ چونکہ ٹھیک یاد نہیں ۔ اس لئے احتیاطاً نہیں لکھے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے اس خواب کو ٹھیک جواب سمجھا تھا ۔ دوسرا آپ کی زبان سے حضرت بڑے بھائی صاحب کی خلافت کی بابت سُننا ۔ وہ شہادت الفضل میں چھپ چکی ہے ۔ اور اس کی مصدق شہادت خود حضرت خلیفہ ثانی کی تذکرہ میں لکھی اکثر نے پڑھی ہو گی ۔

آخر میں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کی روحانی اولاد کو تمام عالم میں پھیلائے اور نیک نمونہ بنیں ۔ اور ہم سب بہن بھائی ، ہماری اولادیں ، ہماری نسلیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی و جسمانی اولاد ہیں ، تاقیامت اُس محبوب خُدا (صلے اللہ علیہ وسلم) کے "اِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ" کی سورت کی پیشگوئی پوری کرنے والے روحانی فرزند کی روحانی و جسمانی اولاد کہلانے اور اس نام سے منسوب ہونے کے قابل رہیں ۔ سمیع و بصیر نعم المجیب خدا ! ہم تاقیامت تیرے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق مسیح موعودؑ کے فدائی ۔ آپ کے نقشِ قدم پر چلنے والے ، توحید کو مضبوطی سے پکڑنے والے ، اسلام کا عَلَم ۔ توحید کا جھنڈا تاقیامت بلند رکھنے والے رہیں نسلاً بعد نسلٍ ۔ آمین ۔

اور کبھی تیرا دامنِ رحمت ، ہمارے ہاتھوں سے نہ چھوٹے ۔ ثُمَّ آمین ۔

مُبارکہ

مغربی افریقہ میں اسلام کا شاندار مستقبل

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے دورہ کے بابرکت ثمرات

از قلم محترم جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل مدیر "الفرقان" ربوہ!

اسلام کی دعوت سب جہانوں اور تمام زمانوں کے لئے ہے۔ ساری نسلیں ہی دعوتِ اسلام کی مخاطب ہیں۔ گورے ہوں یا کالے، مشرقی ہوں یا مغربی سب کے لئے ہے۔ اسی لئے اسلام عالمگیر دین ہے اور اس کا پیغام ساری نسلِ انسانی کے لئے ہے۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے:۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (سورہ اعراف ع۲۰)

کہ اے رسول! تو سب لوگوں کو یہ پیغام پہنچا دے ان سے کھول کر کہہ دے کہ مَیں سب انسانوں کے لئے خدا کا فرستادہ ہوں۔ اس حکم کی تعمیل میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کی معلوم دُنیا کی اقوام تک اللہ تعالےٰ کا پیغام پہنچا دیا۔ اور اپنے صحابہ کو اس دعوت پر مامور فرما دیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں مختلف اقوام اور مختلف مذاہب کے لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوگئے۔ کوئی رومی ہے جیسے صُہیبؓ۔ تو کوئی حبشی ہے جیسے بلالؓ۔ کوئی یہود سے آئے ہیں اور کچھ عیسائیوں اور بت پرستوں سے۔ کوئی ایرانیوں میں سے ایمان لانے والے تھے اور کچھ یمن اور حبشہ کے باشندے تھے۔ غرض متعدد اقوام و ادیان سے تعلق رکھنے والے لوگ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم پر ابتداء میں ہی ایمان لے آئے۔ یہ اس بات کا عملی اعلان تھا کہ دینِ اسلام کسی خاص قوم اور خاص ملک کے لئے نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ قوموں اور ملکوں سے بالا ہے۔

اسلام کی تعلیم مساواتِ بنی آدم اس کے عالمگیر دین ہونے کی اساس ہے۔ جو ادیان قوموں اور ملکوں میں محدود تھے ان میں یہ تخیل کارفرما تھا کہ ہماری قوم ساری قوموں سے اعلیٰ ہے یا ہمارا ملک جملہ ممالک سے مقدس و برتر ہے۔ یہ تخیل اور یہ جذبہ عالمگیر دین کے منافی ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ سب انسان کالے اور گورے ایک ربّ العٰلمین کی مخلوق ہیں۔ وہ ان سب کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے۔ سب ملکوں کے باشندے ایک ہی خدا کے بندے ہیں۔ سب اسی کی ہوا میں سانس لیتے ہیں۔ اور اسی کے سُورج سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ اسلئے عالمگیر دین وہی ہے جو قوم اور ملک کی بھونڈی ترجیح کو دُور کرے۔ اور مساواتِ انسانی کا علمبردار ہو۔ چنانچہ اسلام اسی اصول کا حامل اور اسی دعوت کا منادی ہے۔

قرآن مجید میں یہ خبر دی گئی ہے کہ

هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔

(سورہ صف ع۱)

کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل ہدایت اور اکمل دین دے کر بھیجا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام باقی تمام ادیان پر غالب آئے گا۔ مفسّرین کا قریباً اجماعی عقیدہ ہے کہ اس پیشگوئی کا کامل ظہور امام مہدی اور مسیح موعود کے وقت میں مقدر ہے۔ شیعہ مفسرین اور اہلِ سُنّت کے مفسّرین سب ہی اپنی تفسیروں میں یہ بات لکھتے آئے ہیں مفسّرین کا یہ خیال احادیث نبویّہ سے مستنبط ہے کیونکہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں تمام غلط مذاہب نابود ہو جائیں گے اور اسلام اکنافِ عالم میں پھیل جائیگا۔ آیتِ کریمہ اور تفاسیر سے ہم اس واضح نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ درحقیقت اسلام کا کامل غلبہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ، اسلام کے دوسرے دَور اور مسلمانوں کی نشأۃِ ثانیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ سورہ جمعہ کے پہلے رکوع میں آیت

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔

سے واضح ہو جاتا ہے کہ دراصل دوسرے دَور میں جو غلبۂ دینِ حق مقدر ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی ظہور پذیر ہوگا پس مسیح موعود اور مہدی معہود کی آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہے۔ اور مسیح موعود کے ذریعہ غلبۂ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کا زمانہ ہے۔ مسیح موعود تو آپؐ کا ظل اور بروز ہے۔ وہ تو آپؐ کا فرزندِ جلیل ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ کے لئے موسیٰ اور ابراہیم ایسے بڑے اور اولوالعزم انبیاء کو چھوڑ کر مسیح کو کیوں مقرر کیا گیا؟ آنے والے موعود کو اس نام سے کیوں موسوم کیا گیا؟ سو غور کیا جائے تو اس کا جواب خود لفظ مسیح میں موجود ہے۔ جس کے معنوں میں سیاحت اور روحانی طور پر بیماریوں سے شفا بخشنا شامل ہے۔ چونکہ آخری زمانہ میں

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ

کی پیشگوئی کے مطابق ساری دنیا کو ایک شہر کی طرح بنایا جانے والا تھا۔ نیز ایسی تیز رفتار سواریاں ایجاد ہونے والی تھیں کہ ان کے سامنے مطابق پیشگوئی

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ

اونٹوں کی تیز رفتاری کوئی قابلِ ذکر بات نہ تھی۔ گویا آخری زمانہ تیز ترین سیاحت کا زمانہ تھا۔ نیز وہ زمانہ دلیل و برہان کا زمانہ تھا۔ سیف و سنان دین کی حمایت کے لئے استعمال ہونے والے نہ تھے۔ مذاہبِ عالم میں روحانی مقابلہ کے بعد اسلام کے غلبہ کا اظہار ہونا مقدر تھا۔ ان تمام وجوہ کے ماتحت ضروری تھا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت مسیح کے نام سے ہوتی۔ علاوہ ازیں مسیحی اقوام کے مادی غلبہ کے ازالہ اور کسرِ صلیب کی مناسبت سے بھی موعود آخر الزمان کا نام مسیح موعود ہونا ضروری تھا۔

ہمارے آج کے اس مقالہ کا تعلق مسیح موعود کے دور کی سیاحت سے [illegible] ہے۔ یہ زمانہ خود سیاحت کا متقاضی ہے۔ وہ سیاحت جسمانی ہو یا افکار و خیالات کی سیاحت و انتشار ہو۔ بہرحال یہ وقت وقتِ مسیح ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام سے سوال ہوا کہ مسیح موعود کے لئے تو "مشرقی دمشق" کی خبر احادیث میں آئی ہے۔ تو آپ نے دمشق کے ذکر کی لطیف تشریح فرمائی۔ نیز بتایا کہ قادیان دمشق سے جانب مشرق ہی واقع ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ بھی ممکن ہے کہ خود مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ جسمانی طور پر بھی دمشق میں وارد ہو۔ آپؑ کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں:۔

"ثم يسافر المسيح الموعود او خليفة من خلفائه الى ارض دمشق"

(حمامۃ البشریٰ)

کہ مسیح موعود خود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ سرزمین دمشق کی طرف سفر کرے گا۔

اِس اقتباس سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود علیہ السّلام کے خلفاء کی سیاحت بھی مسیح موعود کی ہی سیاحت قرار پائے گی۔ واقعات یوں ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام خود تو دمشق نہ جا سکے۔ البتہ آپؑ کے دوسرے خلیفہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو ۱۹۲۴ء میں یہ موقعہ ملا کہ آپ مذہبی کانفرنس میں شرکت کے لئے یورپ جاتے ہوئے دمشق میں بطور نزیل ٹھہرے۔ حضرت مصلح موعودؓ کو بطور خلیفہ مسیح موعودؑ یورپ میں بھی اسلام کی اشاعت اور قرآنی پیغام کے پہنچانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور آپ نے دو مرتبہ یورپ کا سفر کیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں مغربی اور مشرقی ممالک میں تبلیغی مشنوں کے قیام کا پُرشوکت آغاز ہوا۔ آپ نے مغربی افریقہ کی طرف خاص توجہ فرمائی۔ بہت سے ممالک بالخصوص مغربی افریقہ کے نو آزاد ممالک میں احمدیت کا پودا اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے ایک تناور درخت بن چکا ہے۔

خلافتِ ثالثہ کے لئے آسمانی تقدیر یہ ہے کہ اس عہد میں قرآنی اشاعت کا بہترین دَور ہوگا۔ اسلام کے پیغام کو زیادہ قبولیت حاصل ہوگی۔ اور دینی فتوحات کے دروازے پوری طرح کھل جائیں گے۔ چنانچہ گزشتہ پانچ سال کے [illegible] واقعات پر نظر کرنے سے [illegible] حقیقت کا واضح

اندازہ ہو جاتا ہے۔

سالِ رواں میں اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ بنصرہ بنفس نفیس مغربی افریقہ کی احمدی جماعتوں کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے پانچ اہم ممالک نائیجیریا۔ غانا۔ لائبیریا۔ سیرالیون اور گیمبیا کا دورہ فرمایا۔ لاکھوں احمدیوں نے آپ کی زیارت سے اور آپ کے ایمان افروز ارشادات سے ایمان کی تازگی کی نعمت پائی۔ وہ اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٗ کو اپنے درمیان پا کر بے انتہا خوش ہوئے خوشی اور مسرت ان کے چہروں سے ٹپکتی نظر آتی تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ ان لوگوں کے دفورِ جذبات کی کیفیتوں کو لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٗ کے ہمراہ آپ کی حرم محترمہ حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ اطال اللہ بقاءھا بھی تھیں۔ ان کے وجود سے مغربی افریقہ کے ممالک کی احمدی خواتین کی خوشی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ افریقن اقوام کو یورپین لوگوں نے نہایت حقیر اور ادنیٰ قرار دے رکھا ہے۔ حالانکہ افریقن باشندے اپنی ذہانت، اپنی فراست اور اپنی عقلمندی و ہوشیاری میں دوسرے لوگوں سے کسی طرح کم نہیں مگر استعماری قوتیں دوسروں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رکھنا چاہتی تھیں۔ اب جو دُنیا میں آزادی کی لہر موجزن ہوئی اور نصف صدی سے زائد عرصہ سے احمدی مجاہدین کی تعلیمی مساعی نے افریقن لوگوں کے دماغوں کو روشن تر کر دیا تو یہ ممالک بھی آزاد ہونے شروع ہوئے۔ اور ان کی مادی ترقی کا دَور بھی پورے زور سے شروع ہو گیا۔ اب عیسائیت کو محسوس ہوا کہ ہم جن قوموں کو اپنا آسان شکار سمجھتے تھے، وہ تو عیسائیت سے برگشتہ ہو رہی ہیں اور اسلام کا پیغام ان کے لئے جاذبیت اور کشش کا موجب بن رہا ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے عیسائی مشنوں نے اپنی افرادی طاقت کو کئی گنا بڑھا دیا۔ اور اپنی تبلیغی جد وجہد کو تیز تر کر دیا۔ ان کے بڑے بڑے لیڈر اور جغادری پادری بار بار افریقہ جانے لگے۔ ان سب کو نظر آنے لگا کہ افریقہ کا میدان عیسائیت سے چھن کر اسلام کے ہاتھ میں جا رہا ہے۔ عیسائی پادری احمدی مبلغین کے سامنے لاشئی ثابت ہو رہے ہیں۔

ان حالات میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کا سفر مغربی افریقہ ایک طرف لاکھوں احمدیوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتا تھا تو دوسری طرف باطل کی قوتوں کے لئے ایک کھلا چیلنج ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ عیسائیت جو کچھ عرصہ پیشتر ان ممالک میں اپنی فتح کے نشہ میں مست ہو رہی تھی، اب، اسے اپنی کھلی کھلی ہزیمت نظر آنے لگی ہے۔ عیسائیوں کو یقین ہو گیا ہے کہ مغربی افریقہ میں جو اسلام وعیسائیت کی رُوحانی جنگ جاری ہے اس میں اب پانسہ اسلام کے حق میں ہو گیا ہے۔ اس سے مسلم مجاہدین کے حوصلے بڑھ گئے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہٖ نے ان ممالک کے عوام اور حکمرانوں کو اسلام کا محبت و مساوات کا پیغام جس دلربا انداز میں پہنچایا ہے اس سے ان کے دل اسلام کی برتری کے قائل ہو رہے ہیں۔ ایک روحانی پیشوا کے مُنہ سے یقین و وثوق سے لبریز کلمات سُن کر لوگوں کو فوق العادت رُوحانی اطمینان حاصل ہوا ہے۔

تقریباً دو ماہ کے اس دورہ میں صدہا نیک لوگ سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام میں داخل ہوئے۔ درجن سے زائد نئی مساجد و مراکز کا افتتاح ہوا۔ ان پسماندہ اقوام کو اسلامی محبت و پیار کے عملی مظاہروں نے نئی زندگی عطا کر دی ہے۔ ان کی جسمانی بیماریوں کے علاج کے لئے ہسپتالوں کے کھولنے کا وسیع پروگرام تیار ہوا۔ اور ان کی تعلیمی ترقی کے لئے سکولوں اور کالجوں کی ایک اہم سکیم مرتب کی گئی۔

ہمارے امام ہمام ایدہ اللہ بنصرہٖ نے اپنی آنکھوں سے ان محبت کی پیاسی قوموں کو دیکھ کر اپنے محبت بھرے سینہ کو ان کے لئے کھول دیا۔ آپ ہمہ تن ان کی خیر خواہی میں گداز ہو گئے۔ آپ نے آستانۂ الوہیت پر گر کر ان قوموں کے شاندار اور درخشندہ مستقبل کے لئے عاجزانہ دعائیں کیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خود ایسی تجاویز القاء فرمائیں جن سے ان ممالک میں غیر معمولی ترقی کے سامان پیدا ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ نے اس سفر کے دوران ہی افریقہ میں طبی اور علمی ترقیات کی سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے لاکھوں روپے کی تحریک جاری فرمائی۔ اور اُسے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے نام پر **نصرت جہاں ریزرو فنڈ** کا نام دے کر اس کا اعلان فرمایا۔ یہ عظیم مالی تحریک اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت بارآور ہو رہی ہے۔ اور ساتھ ہی ڈاکٹر اور اطباء نیز اساتذہ مغربی افریقہ کے لئے رختِ سفر باندھ کر روانہ ہو رہے ہیں۔ گویا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہٖ کے سفر مغربی افریقہ کے لذیذ و شیریں ثمرات مشہود و محسوس نظر آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اسلام کی فتح و نصرت کے دروازے دنیا بھر میں جلد کھول دے۔ اللّٰھم آمین یا ربّ العٰلمین ۞

منقولات

"نئے نبی ــــ نیا کلمہ"

مصر کے مشہور اخبار "الجمہوریہ" میں صدر ناصر کی وفات پر جو مقالات شائع ہوئے ہیں ان کے بعض اقتباسات معاصر صدق جدید لکھنؤ میں شائع ہوئے ہیں جو ذیل میں بجنسہٖ نقل کئے جاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ "الجمہوریہ" کے فاضل مدیر نے انبیاء کے اس روحانی بلند مقام سے ہٹ کر یہ نوٹ لکھے ہیں جو اسلام پیش کرتا ہے۔ ان اقتباسات سے یہ تو ظاہر ہی ہے کہ موجودہ وقت کا بڑے سے بڑا مسلم عالم بھی روحِ اسلام سے کس قدر بُعد اختیار کر چکا ہے۔ ورنہ ایک سیاسی لیڈر کے متعلق ایسے بھٹکے ہوئے خیالات کا اظہار نہ کرتا۔ ــــ (ایڈیٹر)

"اس زمانے کے نبی نے دنیا سے رحلت فرمائی جمال عبد الناصر کا سال کے اسی دن انتقال ہوا جس دن اللہ نے اپنے نبی محمد بن عبد اللہ پر معراج کی تجلّی ظاہر کی اور ان کو اپنے پاس سدرۃ المنتہیٰ تک دلجوئی اور پاسِ خاطر کے لئے بُلایا ٹھیک اسی طرح جس طرح اللہ نے اپنے حبیب جمال کے لئے کیا۔ آپ کا سفر بھی ٹھیک اسی طرح ہوا تھا جس طرح جمال کا ہوا۔ نہیں جمال عبد الناصر کا انتقال نہیں ہوا بلکہ وہ آسمانی سفر پر اس طرح روانہ ہوئے جس طرح انبیاء اور قدسیوں کا سفر ہوتا ہے۔"

(الجمہوریہ ۳ر اکتوبر ۱۹۷۰ء)

"اے جمال عبد الناصر، اے وطنیت کے نبی، حریت کے رسول، شبِ معراج میں آپ کا نام اور آپ کا جسم آسمان پر پہنچا۔ قدسیوں اور ابرار سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ اس قافلہ میں شامل ہو گئے جو اس زمین میں اور آسمان میں زندگی کا موجد ہے۔"

(الجمہوریہ کے اداریہ سے (۲۹ر ستمبر ۱۹۷۰ء)

"اے وہ جس سے بڑھ کر معزز و محترم دنیا نے کبھی نہیں دیکھا، حوادث کے سامنے ثابت قدم رہنے والا، اور جس وقت چاہے جہاں چاہے اور جس طرح چاہے ان میں تصرّف کرنے والا۔" (ایضاً)

"اگر آنسو سمندر بن جائیں اور دریا روشنائی بن جائیں تب بھی ان کی تعزیت نہیں ہو سکتی۔ اسلئے کہ ایسے لوگ الفاظ و کلمات سے بالاتر ہیں۔ بلکہ وہ خود الفاظ و کلمات ہیں۔" (الجمہوریہ اداراتی نوٹ (۵ر اکتوبر ۷۰ء)

"نیا کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ناصر حبیب اللّٰہ" (الجمہوریہ)

"ہمارے آباء و اجداد آپ کے نغمے گاتے رہے، آپ ان کے لئے ایک حسین کہانی یا خواب تھے۔ چار ہزار برس سے وہ اس امید میں جی رہے تھے کہ آپ ظاہر ہوں، آخر کار بیسویں صدی کے نصف آخر میں اہلِ مصر کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔"

(الجمہوریہ یکم اکتوبر ۱۹۷۰ء ہفتہ وار ایڈیشن)

(صدق جدید لکھنؤ ۲۰ر نومبر ۱۹۷۰ء ص بحوالہ تعمیر حیات لکھنؤ)

پاکیزہ زندگی کے حصول کے قرآنی ذرائع

از جناب مولانا غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ

مذہب کی غرض تزکیۂ نفس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ایک غرض تزکیۂ نفس بھی بیان فرمائی۔ فرمایا

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (سورہ جمعہ ع)

یعنی وہ خدا ہی ہے جس نے اُمّیوں میں اُن میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے۔ اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں شریعت کے احکام اور ان کا فلسفہ سکھاتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

اس زمانہ کے مامور حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا کہ میرے آنے کی غرض دلوں کے گند دھونا ہے۔

ہر مذہبی شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اسے پاکیزہ زندگی حاصل ہو جائے۔ گناہوں کے درمیان اور اس کے نفس کے درمیان ایک بُعد ہو جائے۔ اور جس شخص کو یہ پاکیزہ لمحات نصیب ہو جائیں کہ وہ گناہوں کو یوں اتار دے جیسے سانپ اپنی کینچلی کو تو اسے وہ لیلۃ القدر نصیب ہو گئی جسے قرآن کہتا ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے لیلۃ القدر نصیب ہو وہ یہ دعا کرے کہ اے اللہ تو بہت معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس مجھے بھی معاف کر دے۔

اگر ہم قرآن مجید کا مطالعہ کریں تو قرآن مجید اس پاک زندگی کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل ذرائع کی طرف ہماری راہنمائی کرتا ہے:۔

تزکیۂ نفس خدا کے فضل پر ہی موقوف ہے

فرمایا:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ وَ مَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّ لٰکِنَّ اللّٰهَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (سورۂ نور آیت ۲۱)

یعنی اے مومنو! شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو۔ اور جو شیطان کے نقش قدم پر چلے گا تو وہ یاد رکھے کہ شیطان تو بے حیائی اور بدی کی تلقین کرتا ہے۔ اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی پاک نہ ہو سکتا۔ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تزکیۂ نفس بغیر اللہ کے فضل کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ تو یہ اصل ہماری توجہ اس طرف مبذول کرتا ہے کہ تزکیۂ نفس کے لئے ہم اللہ تعالیٰ سے ہی دعا کریں کہ وہی حقیقی پاکیزگی بخشنے والا ہے اور اس کے فضلوں کے بغیر اس کا حصول ناممکن ہے۔ دیکھئے مامور زمانہ فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو کہ کوئی پاک نہیں ہو سکتا جب تک خدا اسے پاک نہ کرے۔ جب تک اتنی دعا نہ کرے کہ مر جائے تب تک سچا تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا اس کے لئے دعا سے فضل طلب کرنا چاہئے" (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۶۹)

آپ خود اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اے خداوند من گناہم بخش
سوئے درگاہ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل و جانم
پاک کن از گناہ پنہانم

اے میرے خدا میرے گناہ کو بخش دے اور اپنی درگاہ عالی کی طرف میری رہنمائی فرما۔ میرے دل اور میری روح میں روشنی بخش اور مجھے میرے مخفی گناہوں سے پاک کر۔

دلستانی و دلربائی کن
بنگاہے گرہ کشائی کن
در دو عالم مرا عزیز توئی
وانچہ می خواہم از تو نیز توئی
(براہین احمدیہ حصہ اول صفحہ [illegible])

دلستانی کر اور دلربائی دکھا اور اپنی ایک نگاہ کرم سے میری مشکل کشائی کر دے۔ دونوں جہانوں میں مجھے تو ہی پیارا ہے اور جو چیز میں تجھ سے چاہتا ہوں وہ تو ہی ہے۔

پس تزکیۂ نفس کا سب سے بڑا ذریعہ خدا تعالیٰ سے استمداد اور دعا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو یہ بہتر سمجھانے کے لئے پوچھا کہ اگر تم اپنے دوست کے ہاں جاؤ اور اس کا کتا تمہیں کاٹنے کے لئے آئے تو تم کیا کرو گے۔ اس نے کہا کہ میں پتھر اٹھاؤں گا تاکہ اسے دھتکار سکوں۔ آپ نے فرمایا اگر نہ ہٹے تو؟ اس نے کہا میں ڈنڈا اٹھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اگر پھر بھی نہ ہٹے۔ تو اس نے کہا کہ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ اپنے دوست کو آواز دو کہ اپنے کتے کو باندھو۔ فرمایا شیطان سے بچنے کے لئے بھی خدا سے ہی دعا کرنی چاہئے۔

تزکیۂ نفس کیلئے کوشش کی جائے

دوسرا ذریعہ تزکیۂ نفس کا صحیح اور مسلسل کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰىهَا (سورہ شمس)

کہ وہ شخص فلاح پا گیا جس نے نفس کا تزکیہ کیا۔ پس دعا کے بعد اللہ اور اس کے رسول اور اس کے آستانوں نے جو طریق بتائے ان پر عمل کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی کوشش کو ضائع نہیں کرتا۔ اور پھر کوشش بھی وہ جو ان کی منشاء اور تمنا ہو۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جس کی اونٹنی صحرا میں گم ہو جائے اور اس اونٹنی پر اس کا زاد راہ ہو۔ اور جب وہ مایوس ہو کر ایک درخت کے نیچے لیٹ جائے کہ اب تو موت آ جائے گی اور جب اس کی آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کی اونٹنی سامنے کھڑی ہے۔

تقوے کے حصول کی ضرورت

تیسرا ذریعہ تزکیۂ نفس کا خدا کا تقویٰ اختیار کرنا اور صالحین کی صحبت میں اپنے اوقات کو خرچ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (سورہ توبہ آیت ۱۱۹)

یعنی اے ایماندارو خدا کا تقویٰ اختیار کرو اور راستبازوں کے ساتھ رہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ صالحین کی نظر بعض اوقات کیمیا کا اثر رکھتی ہے۔ اسی کو یہ کہتے ہیں کہ نوع انسان کو غرق ہونے سے بچاتے اور انہیں منزل مقصود پر پہنچاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:۔

"تزکیۂ نفس کے واسطے صحبت صالحین اور نیکوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے"
(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۴۶۳)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی زندگیوں کو دیکھ لیجئے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے بعد وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ اس تبدیلی کا ایک عمدہ نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھینچا ہے:۔

صادفتھم قوماً کروث ذلۃ
فجعلتھم کسبیکۃ العقیان

اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ان کو لید اور گوبر کی طرح پایا لیکن آپ کی تربیت اور شفقت کے نتیجہ میں وہ خالص پانسے کا سونا بن گئے۔

عبادت اور ذکر الٰہی

چوتھا ذریعہ عبادت اور ذکر الٰہی ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ لَذِکْرُ اللّٰهِ اَکْبَرُ (عنکبوت آیت ۴۵)

کہ نماز بے حیائی اور بدی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔

ایک دوسری آیت میں فرمایا:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّ سَبِّحُوْهُ بُکْرَةً وَّ اَصِیْلًا هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَ مَلٰٓئِکَتُهٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَ کَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا (سورہ احزاب آیت ۴۲-۴۴)

اے ایماندارو! اللہ کا ذکر بہت کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔ وہ خدا اور اس کے فرشتے تم پر رحمت نازل کرتے ہیں تاکہ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں کھڑا کر دیں۔ اور وہ مومنوں پر بہت بڑی شفقت کرنے والا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے عذاب سے بچانے کے لئے ذکر الٰہی سے زیادہ کوئی چیز نہیں۔ لیکن نماز سے مراد یہاں حقیقی نماز ہے جس کے متعلق حدیث میں آتا کہ نماز اس طرح ادا کر کہ گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے۔ اور وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ نماز خالق [illegible] کے درمیان [illegible] ہے۔ حدیث [illegible] ہے کہ

نماز مومن کے لئے روحانی ترقی کا زینہ ہے یعنی وہ قربِ خداوندی نصیب کرتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا کہ حضورؐ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ اگر کسی کے گھر کے سامنے نہر جاری ہو اور وہ پانچ بار روزانہ اس میں غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل باقی رہ جاتی ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی کہ حضور پانچ وقت غسل کرنے کے بعد کیسے میل رہ سکتی ہے۔ فرمایا یہی حال نماز کا ہے کہ اگر حضورِ قلب سے ادا کی جائے تو دل پر کوئی زنگ باقی نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانی

پانچواں ذریعہ تزکیۂ نفس کا خدا کی راہ میں مالی قربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

(سورہ توبہ۔ آیت ۱۰۳)

اے رسول ان کے مالوں میں سے صدقہ لے تو ان کو پاک کرے گا اور تزکیہ کرے گا۔ اور ان کے لئے دعا بھی کر کہ تیری دعا ان کے لئے باعث سکینت ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

چوتھے پارے کا آغاز ہی اس بیان سے ہوتا ہے کہ ہم خدا کی محبت کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ اپنی محبوب چیز خدا کی راہ میں قربان نہ کر دیں۔ جب یہ آیت اتری تو حضرت طلحہ اور حضرت ابن عمر نے اپنی محبوب چیزیں خدا کی راہ میں وقف کر دیں۔ ابتدائی آیات جو مکہ میں نازل ہوئیں ان میں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابوذر راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا ... اگر خدا کی راہ میں ادک بھر بھر کے ... نہ دئے تو وہ سخت گھاٹے میں رہے گا (... کتاب الزکوٰۃ باب تغلیظ العقوبۃ ... الزکوٰۃ)

امام کے سب سے پہلے خلیفہ حضرت ... رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی یہ ... کہ ... موقع پر جب حضور ... علیہ وسلم نے دینی ضرورت کے لئے تحریک کی تو انہوں نے اپنا سارا اندوختہ حضورؐ کے قدموں میں لا ڈالا۔ اور آپ رضؓ کے بعد ہونے والے خلیفہ یعنی حضرت عمر رضؓ نے اس موقع پر اپنا آدھا مال حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ خدا کی راہ میں سارا مال پیش کرنے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے جانشین بنے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قوتِ برداشت

تزکیۂ نفس کا چھٹا ذریعہ خدا کی راہ میں بھوک و پیاس برداشت کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(سورہ بقرہ آیت ۱۸۳)

اے ایمان دارو تم پر روزے اسی طرح واجب ہیں جس طرح تم سے پہلوں پر واجب کئے گئے۔ ان کی غرض یہ ہے کہ گناہوں سے بچ سکو اور خدا کی محبت تمہیں حاصل ہو جائے۔ حدیث شریف میں آتا ہے اور یہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ کی جزا میں میں خود بندے کو مل جاتا ہوں۔ فرمایا

الصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں۔ ایک اس وقت جب وہ روزہ کھولتا ہے۔ دوسری اس وقت جب وہ خدا کو ملتا ہے۔ یعنی اس حدیث میں روزہ کا نتیجہ خدا کی لقاء بیان کیا گیا ہے

درود شریف

پاکیزگی حاصل کرنے کا ساتواں ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہے۔ فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(احزاب آیت ۵۶)

کہ اللہ اور اس کے فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔ اے ایماندارو! تم بھی اس رسول پر رحمت اور سلامتی کے نزول کے لئے دعا کرو۔

اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اپنی کتب میں کئی جگہ بیان فرمایا کہ مجھے جو کچھ ملا حضورؐ پر درود اور آپؐ کی پیروی کے نتیجہ میں ملا۔ آپؑ فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام پاک میں تزکیہ اور محبتِ الٰہی کو مشروط باتباعِ رسولؐ کیا ہے"

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۱)

ظاہری و باطنی پاکیزگی

تزکیۂ نفس کا ایک اور ذریعہ باطنی صفائی کے ساتھ ظاہری صفائی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

(البقرہ آیت ۲۲۲)

کہ اللہ تعالیٰ اپنے حضور جھکنے والوں اور پاک و صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ سورۂ مدثر کی آیت ۴ میں اللہ تعالیٰ رسولؐ کی وساطت سے ہر مسلمان کو حکم دیتا ہے وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ

سورۂ حج آیت ۲۷ میں فرمایا:-

وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ

کہ میرے گھر کو بھی پاک صاف رکھو۔ ایک حدیث میں فرمایا کہ اپنے گھروں کے صحنوں کو صاف رکھو۔ احادیث میں ان جگہوں کو جہاں لوگوں کے اجتماع ہوتے ہیں پاک و صاف رکھنے کا ارشاد فرمایا گیا۔ جمعہ اور عیدین کے موقع پر خوشبو استعمال کرنے کی تاکید فرمائی۔

اسلامی اصول کی فلاسفی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فلسفہ بیان فرمایا کہ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے پس پاکیزہ زندگی کے حصول کے لئے ظاہری پاکیزگی بھی ضروری ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا بلالؓ! تمہاری کونسی نیکی ہے کہ معراج کے موقع پر جب میں گیا تو ہر جگہ تمہارے پاؤں کی آہٹ کو میں نے محسوس کیا۔ حضرت بلالؓ نے عرض کی حضور اور تو کسی نیکی کا علم نہیں اتنی بات ضرور ہے کہ میں ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور جب وضو کرتا ہوں دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔

الغرض تزکیۂ نفس اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے حصول کے لئے کوشش خدا رسول اور بزرگوں کے طریق پر کرنی چاہیئے۔ عبادت اور ذکرِ الٰہی تزکیۂ نفس کیلئے ایک اہم ذریعہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز تزکیۂ نفس عطا کرتی ہے اور روزہ دل کو صیقل کرتا ہے۔ تزکیۂ نفس کے لئے مال اور اپنی محبوب اشیاء خدا کی راہ میں دینے کی قرآن نے تعلیم دی ہے۔ نیک اور پاک لوگوں کی صحبت میں رہنا دل کی پاکیزگی کا موجب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور آپؐ کی سچی پیروی تزکیۂ نفس کا بڑا اور بھاری سبب ہے۔ ظاہری پاکیزگی ہماری باطنی پاکیزگی کا سبب بن سکتی ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضلوں سے پاک کرے۔ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور قرآن مجید کی بتائی ہوئی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عاجزانہ دُعاء

مرے مولا! میں اندھا ہوں مجھے آنکھیں عطا کر دے
عطا کر نور وہ دل کو جو ظلمت کو فنا کر دے
ترے در پہ دعا مانگوں نہ خالی ہاتھ میں لوٹوں
یہی منظور اک میری خداوندا دعا کر دے
تجھے تقدیس زیبا ہے تری درگاہ ہے پاکیزہ
خطائیں بخش کر میری مجھے تو پارسا کر دے
جدھر دیکھو قیامت ہے مسلمانوں کی دنیا پر
خداوندا تو امت پر درِ رحمت کو وا کر دے
ترے در کے جو طالب ہیں مجھے ان کا بنا خادم
جدا جو تیرے در سے ہیں مجھے ان سے جدا کر دے
بہت کمزور و بے بس ہوں نہیں ہمت بھی چلنے کی
کرم کر کے تو ناصر[1] کا مجھے اک نقش پا کر دے
بڑی مدت سے سب دنیا ہے طالب تیرے جلوے کی
رخِ زیبا دکھا کر تو قیامت اک بپا کر دے
سنا ہے تو تہجد میں مئے وحدت پلاتا ہے
اندھیری رات میں ساقی مجھے ساغر چھپا کر دے
شریعت اور بے دینی کی آپس میں لڑائی ہے
بہت جاری ہے دونوں میں کوئی تو فیصلا کر دے

خاکسار عبد الحمید آصف - ایم اے

[1] حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ

اسلام میں بے چینی کے آثار اور امام مہدی علیہ السلام کا ظہور

اِسمعوا صوتَ السّماء جاءَ المسیح جاءَ المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

اسلام ایک کامل، عالمگیر اور زندہ مذہب ہے۔ اور شریعت اسلامیہ ایک دائمی اور آخری شریعت ہے۔ اس کی تعلیمات فطرتِ صحیحہ اور ضروریاتِ انسانی کے عین مطابق ہیں قرآنِ مجید کی حفاظت کا وعدہ خود خداوند تعالیٰ نے یوں فرمایا :-

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ

کہ ہم نے ہی اس کلام پاک کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے

چنانچہ اس کلامِ پاک کی لفظی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے دو طور پر انتظام فرمایا اوّل یہ کہ کلام پاک کتابی شکل میں محفوظ ہو گیا اور کتاب بھی ایسی جو دوسری آسمانی کتابوں کی نسبت بہت ہی زیادہ شائع ہوئی اور گھر گھر پڑھی جاتی ہے۔

دوم اس کلام پاک کو عشاق و حفاظ نے یاد کر کے سینوں میں محفوظ کر لیا اور دن رات اس کی تلاوت و اشاعت میں مصروف و مشغول ہیں۔

ان دونوں ذرائع سے یہ آسمانی کلام محفوظ ہو گیا جو نزول کے وقت سے لے کر بغیر کسی قسم کے تغیر و تبدیلی اور تحریف کے اب تک کلیتہً محفوظ ہے۔ جس کا اقرار معاندینِ اسلام مستشرقین کو بھی ہے۔ اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ اور یہ امتیاز صرف قرآنِ مجید کو ہی حاصل ہے۔

دوسری طرف قرآن مجید کی معنوی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ میں سلسلہ مجددین و مصلحین جاری فرمایا جن میں سے ایک "فارسی الاصل" کے ظہور کی پیشگوئی بھی فرمائی گئی

لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ بِالثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِّنْ هٰٓؤُلَآءِ

(بخاری کتاب التفسیر سورۂ جمعہ)

کہ اگر ایمان آسمان پر بھی جا چکا ہوگا تو ایک فارسی الاصل انسان اسے واپس لے آئے گا۔ مِنْ هٰٓؤُلَآءِ کے الفاظ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمائے تھے

قرآنِ مجید اور احادیث کی پیشگوئیوں کی رُو سے یہی فارسی الاصل انسان مجدد، امام مہدی اور مسیح موعود ہے۔

(۲)

مسلمانوں کے موجودہ ادبار و تنزل (جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہے) کے دور میں مسلمان غلط فہمی سے یہ سمجھ بیٹھے تھے اور اب تک سمجھ رہے ہیں کہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے دو وجود ظاہر ہوں گے۔ ایک حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ جو (بقول ان کے) دو ہزار برس سے آسمان پر زندہ موجود ہیں وہ نزول فرمائیں گے۔ دوسرے امام مہدی جو اس وقت امت میں سے ظاہر ہوں گے اور دونوں مل کر غلبۂ اسلام کی کوشش فرمائیں گے۔ اور وہ ان دونوں مصلحین کے ظہور کے اس چودھویں صدی ہجری میں منتظر تھے۔ کیونکہ اکابر علماء و بزرگانِ ملت نے مسیح و مہدی کے ظہور کا زمانہ تیرھویں صدی کا آخر اور زیادہ سے زیادہ چودھویں صدی کے ابتدائی دس سال تک خیال کیا تھا چنانچہ :-

(ا) نواب صدیق حسن خاں اپنی مشہور کتاب "حجج الکرامہ" کے صفحہ ۵۲ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"و بہر تقدیر ظہورِ مہدی بر سرِ صد آیندہ احتمالِ قوی دارد"

یعنی ہر اندازے کے مطابق مہدی کے چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہونے کا قوی احتمال ہے اور لکھتے ہیں :-

(ب)

"بر سرِ مائۃ چہار دہم کہ دہ سال کامل آں را باقی است اگر ظہورِ مہدی و نزولِ عیسیٰ صورت گرفت۔ پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند"

یعنی چودھویں صدی کے سر پر جس کے آنے میں ابھی کامل دس سال باقی ہیں اگر مہدی و مسیح کا ظہور و نزول ہو گیا تو وہ مجدد و مجتہد ہوں گے

(ج) ابو الخیر نواب نور الحسن خاں ابن نواب مولوی صدیق حسن خاں صاحب مرحوم اپنی کتاب اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۱ میں لکھتے ہیں :-

"اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے۔ اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ مہینے گذر چکے ہیں شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل و عدل اور رحم و کرم فرمائے چار چھ برس کے اندر مہدی ظاہر ہو جاویں"

(۳)

چودھویں صدی ہجری شروع ہو گئی۔ مسلمان ظہورِ مہدی اور نزولِ عیسیٰ کے منتظر تھے کہ قادیان کی گمنام مگر مقدس بستی سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویہ کی بشارتوں کے مطابق ۱۳۰۷ ہجری میں اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اعلان فرمایا کہ

(الف) "مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں"

نیز فرمایا :-

(ب) "میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وکفیٰ باللہ شہیداً"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۱۳)

نیز حضور علیہ السلام نے اس غلطی کا ازالہ فرمایا کہ آنے والے موعود دو شخصیتیں ہیں آپ نے فرمایا وہ ایک ہی وجود ہے جس کے دو نام امام مہدی اور مسیح موعود ہیں کیونکہ حقیقی مسیح ابن مریم تو قرآن مجید اور احادیث کی رُو سے وفات پا چکے ہیں۔ نہ وہ زندہ ہیں نہ آسمان پر ہیں اور نہ ہی دوبارہ اسی خاکی جسم سے اس دنیا میں واپس آئیں گے۔ ہاں البتہ آنے والا موعود "ابن مریم" اسی امت محمدیہ کا فرد ہوگا۔ اور وہی امام مہدی ہوگا جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(ا) وَلَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ (ابن ماجہ باب شدت الزمان صفحہ ۲۵۷)

(ب) یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَّلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَهْدِیًّا حَکَمًا عَدْلًا

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

(ج) کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ

(بخاری کتاب الانبیاء)

کہ مہدی عیسیٰ بن مریم ہے اور عیسیٰ بن مریم ہی مہدی ہے۔ جو آئے گا۔ لیکن ابن مریم کے لفظ سے دھوکہ نہ کھایا جائے کہ شاید وہ اسرائیلی عیسیٰ بن مریم ہے۔ بلکہ وہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ یعنی امت محمدیہ کا ایک فرد ہوگا۔ ہاں اپنی پاکبازی اور سرشت کے لحاظ سے فرزند پاکباز ابنِ مریم کے مشابہ ہونے کی وجہ سے "ابن مریم" کے لقب سے ملقب ہوگا۔

(۴)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اس غیر متوقع انکشاف و اعلان نے نزول مسیح کے منتظر مسلمانوں کے کیمپ میں ایک کھلبلی مچا دی۔ مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ علماء و فقہاء جن کی توقعات کے خلاف یہ دعوے تھا انہوں نے تکذیب و تکفیر کی اور اس برگزیدہ انسان کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اپنے عمل سے بزرگانِ سلف کے اقوال کی تصدیق کر دی کہ واقعی آپ ہی امام مہدی علیہ السلام ہیں چنانچہ

(ا) امام ربانی مجدد الف ثانی نے فرمایا تھا :-

"علماء ظواہر مجتہدات اُو را علیٰ نبینا علیہ السلام از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند"

(مکتوبات امام ربانی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷)

یعنی علماء ظواہر مسیح موعود کے مسائل اجتہادیہ کا انکار کریں گے اور قرآن و سنت نبوی کے مخالف قرار دیں گے

(ب) نواب صدیق حسن خاں صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں علماء وقت اور مقلدین کی طرف سے مہدی علیہ السلام کی مخالفت کا ذکر کر کے لکھتے ہیں :-

" و بحسب عادت خود حکم بتکفیر و تضلیل مے کنند "

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳)

یعنی علماء اپنی عادت کے مطابق امام مہدی کے گمراہ ہونے کا فتویٰ دیں گے

(ج) ابوالخیر نواب مولوی نور الحسن صاحب ابن نواب صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں :-

" یہی حال مہدی علیہ السلام کا ہوگا کہ اگر وہ آ گئے تو سارے مقلد بھائی ان کے جانی دشمن بن جائیں گے اور ان کے قتل کی فکر میں ہوں گے اور کہیں گے کہ یہ شخص تو ہمارے دین کو بگاڑتا ہے۔"

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۴)

—— (۵) ——

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعوئے مہدویت و مسیحیت کے بعد زمانہ گزرتا گیا۔ مخالفت کے ساتھ ساتھ معاند علماء اپنے پیروکاروں کو امید پر امید دلاتے چلے گئے کہ گھبراؤ نہیں نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحب تو اپنے دعاوی میں جھوٹے ہیں۔ پیشگوئیوں کے مطابق عنقریب حضرت مسیح ابن مریم آسمان سے اور امام مہدی علیہ السلام زمین سے ظاہر ہوں گے۔ ابھی تو چودھویں صدی کا آغاز ہی ہوا ہے۔ تھوڑا انتظار کرو۔ مسیح کا نزول اور مہدی کا ظہور ہوگا۔ مگر دوسری طرف حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ببانگ دہل اعلان فرما رہے تھے کہ

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

اِسْمَعُوا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیْحُ جَاءَ الْمَسِیْحُ
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخلِ جنت ہوا وہ محترم

حضورؑ کے دعوئے کی تصدیق میں دن اور رات زمین و آسمان سے خدا تعالیٰ کے نشانات ظاہر ہو رہے تھے۔ جن کو دیکھ کر سعید بندگان خدا ہدایت پا رہے تھے۔ مامور ربانی کی جماعت دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرنے لگی۔ مخالفین اس صورتِ حال کو دیکھ کر سخت پریشان تھے کہ مسیح محمدی علیہ السلام نے یہ پُر شوکت اعلان فرما کر ان کی پریشانی و مایوسی میں اور اضافہ کر دیا :-

" ہر ایک مخالف یقین رکھے کہ اپنے وقت پر وہ جان کندن کی حالت تک پہنچے گا اور مرے گا۔ مگر حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ یہ بھی میری ایک پیشگوئی ہے جس کی سچائی کا ہر ایک مخالف اپنے مرنے کے وقت گواہ ہوگا۔ جس قدر مولوی اور ملاں ہیں اور ہر ایک اہل عناد جو میرے مخالف کچھ لکھتا ہے وہ سب یاد رکھیں کہ اس امید سے وہ نامراد مریں گے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اترتے دیکھ لیں۔ وہ ہرگز ان کو اترتے نہیں دیکھیں گے یہاں تک کہ بیمار ہو کر نزع کی حالت تک پہنچ جائیں گے اور نہایت تلخی سے اس دنیا کو چھوڑیں گے۔ کیا یہ پیشگوئی نہیں۔ کیا وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ پوری نہیں ہوگی ضرور پوری ہوگی۔ پھر اگر ان کی اولاد ہوگی تو وہ بھی یاد رکھیں کہ اسی طرح وہ بھی نامراد مریں گے۔ اور کوئی شخص آسمان سے نہیں اترے گا۔ اور اگر پھر اولاد کی اولاد ہوگی تو وہ بھی اس نامرادی سے حصہ لیں گے اور کوئی ان میں سے حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۱۷)

اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح محمدی کی یہ پیشگوئی برحق ثابت ہوئی۔ آپؑ کے زمانہ کے معاند علماء نزولِ عیسیٰ اور خروجِ مہدی کا انتظار کرتے کرتے نامراد ہی اس دنیا سے چل بسے۔ پھر ان کی اولاد کا بھی یہی حشر ہوا تا وقتیکہ اب یہ سال ۱۳۹۰ھ ہجری ہے جو گزرنے کے قریب ہے۔ اب تک نہ کوئی آسمان سے نازل ہوا اور نہ ہی کوئی زمین سے موعود ظاہر ہوا بجز حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے جنہوں نے عین وقت پر مسیح موعود اور مہدئ معہود ہونے کا دعوٰے فرمایا۔ کاش ! معاندینِ احمدیت اب بھی عقل و ہوش سے کام لے کر مامور ربانی کی آواز پر لبیک کہتے۔ مگر اس کی ان کو توفیق نہیں مل رہی۔

—— (۶) ——

موجودہ عیسوی سنہ ۱۹۷۰ء کے ابتدائی مہینوں میں ایک انڈونیشین عورت " زہرہ فونا " پاکستان آئی تو اس نے یہ اعلان کیا کہ اس کے پیٹ میں ایک سال سے زائد کا بچہ ہے وہ اگلے سال حج کے موقع پر مکہ میں پیدا ہوگا۔ وہ پیٹ میں ہی قرآنِ مجید اور نماز پڑھتا ہے وہ امام مہدی ہوگا۔

بس پھر کیا تھا احمدیت کے مخالف لوگوں نے اس کی خوب آؤ بھگت کی اور اس موہوم امام مہدی کی ماں کے فوٹو شائع کئے گئے۔ اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے محاورہ کے مطابق اپنی جگہ خوش ہو گئے کہ چلو صدی کے شروع میں نہ سہی اب آخر میں ہی امام مہدی ظاہر ہونے دو۔ مگر کسی مولوی نے یہ نہ پوچھا کہ امام مہدی کی ماں کا نام آمنہ ہوگا اور باپ کا نام عبد اللہ۔ جبکہ اس انڈونیشی عورت کا نام زہرہ فونا اور اس کے خاوند کا نام شرف الدین ہے۔ کیونکہ ان کو تو صرف احمدیوں کی مخالفت مقصود تھی و بس۔ مگر جب اس عورت کا پاکستان میں ایک طبی بورڈ نے معائنہ کیا اور اعلان کیا کہ اس کو صرف چند ماہ کا حمل ہے کوئی غیر معمولی بات نہیں تو راز فاش ہونے پر یہ عورت ایران بھاگ گئی۔ پھر اپنے وطن انڈونیشیا پہنچ گئی۔ وہاں اس کا ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۷۰ء میں معائنہ کیا گیا جس کی دلچسپ مگر عبرت انگیز رپورٹ " اردو ٹائمز " بمبئی کی ۱۹ر نومبر سنہ ۱۹۷۰ء کی اشاعت میں شائع ہوئی ہے وہ افادۂ عام کے لئے درج ذیل کی جاتی ہے تاکہ سند رہے :-

" جکارتہ ۱۳ر نومبر رحم مادر میں بات چیت کرنے والے اور قرآنی آیات سنانے والے حیرت انگیز بچہ کا ڈھونگ رچا کر جس انڈونیشی عورت نے لگ بھگ ایک سال سے انڈونیشیا سے لے کر مختلف اسلامی ممالک تک کے سادہ لوح مسلمانوں کو بیوقوف بنایا تھا اس کے فریب کا پردہ آخر چاک ہو گیا۔ انڈونیشی خبر رساں ایجنسی انتر کے مطابق اس عورت نے اپنے پیٹ پر ٹیپ ریکارڈ باندھ رکھا تھا۔ جس میں بچے کی آواز اور قرآنی آیات بھری ہوئی تھیں۔ پولیس کو یہ ٹیپ ریکارڈ متعدد تولیوں کے نیچے بندھا ہوا ملا۔ ۲۳ سالہ مسز بھتی زہرہ فونا کو جنوبی بورنیو کی راجدھانی بندر جیمین کے قریب ایک گاؤں گمبت سے گرفتار کیا گیا تھا۔

دنیا بھر کے لوگوں کو بیوقوف بنانے والی یہ عورت جکارتہ میں انڈونیشی ڈاکٹروں کی ایسوسی ایشن کے اراکین کی ایک جماعت کے ہاتھوں اپنے طبی معائنہ کے بعد ۷ر اکتوبر کو اس وقت فرار ہو گئی تھی جب اس کا آخری ایکسرے معائنہ کیا جانے والا تھا۔ بہرحال ڈاکٹروں نے طبی معائنہ کی رپورٹ میں واضح کر دیا تھا کہ مذکورہ عورت کسی بھی صورت میں حاملہ نہیں ہے۔

وہ اپنے حاملہ ہونے کا ڈھونگ رچانے کے لئے اپنے پیٹ پر بیشمار تولئے باندھ رکھتی ہے۔ مسز زہرہ فونا نے اگرچہ انڈونیشیا کے حکمرانوں میں سے بھی متعدد کو بیوقوف بنایا مگر ابھی تک اس کے خلاف کوئی واضح الزام نہیں لگایا گیا۔ اسے عنقریب جکارتہ لے جایا جائے گا۔ جہاں اس کے شوہر شرف الدین کو بھی گرفتار کیا جا چکا ہے۔ اس نے پولیس کی پوچھ گچھ میں اس بات پر اصرار کیا ہے کہ اس کی بیوی حاملہ ہے۔ اور وہ آئندہ چار یا پانچ ماہ بعد بچہ کو جنم دے گی۔ اس نے اس اطلاع پر یقین نہیں کیا کہ اس کی بیوی ۵ر مئی کے روز سنگاپور میں بچہ جن چکی ہے۔ پولیس نے بلا اجازت جکارتہ سے باہر جانے سے اسے روک دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر اس نے کہیں جانے کی کوشش کی تو اسے قید کر دیا جائے گا "

(اردو ٹائمز بمبئی ۱۹ر نومبر سنہ ۱۹۷۰ء)

یہ واقعہ مسلمان بھائیوں اور ان علماء کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ یہ چودھویں صدی ہجری تو امام مہدی کے ظہور اور حضرت مسیح کے نزول کا انتظار کرتے کرتے آخر کو پہنچ گئی مگر ہائے افسوس کوئی نہیں آیا۔ انڈونیشیا کی عورت کے دعوئے سے ذرا ہمت بندھی تھی مگر اس کا فریب بھی ظاہر ہو گیا۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا کا نظارہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔

کیا اب بھی ہمارے بھائی اس موعود مہدی اور مسیح کے دعوئے پر غور نہ فرمائیں گے جو عین وقت پر قادیان کی مقدس بستی میں ظاہر ہوا اور جس کے ظہور کی غرض احیاءِ دینِ اسلام اور اشاعتِ شریعتِ محمدیہ ہے۔ ہمارے سادہ لوح بھائیوں نے علماء کے دامِ فریب میں آ کر قریباً اسّی سال بیکار انتظار میں ضائع کرائے جبکہ جماعتِ احمدیہ کو شروع سے ہی دینِ اسلام کی حمایت و اشاعت کی توفیق مل رہی ہے۔ اور وہ اس اسّی سال کے زمانہ میں ایک بین الاقوامی حیثیت اختیار کر چکی ہے

پس اب بھی آئیے اس مامورِ ربانی کی آواز پر لبیک کہہ کر اس کی جماعت میں شامل ہو کر خدمتِ اسلام کی سعادت حاصل کیجئے کہ زندگی کا اعتبار نہیں ہے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
ہیں کچھ کہیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

(المسیح الموعود)

درخواستِ دعاء

خاکسار اور خاکسار کے اہل و عیال کے لئے اور میرے خاندان کے جملہ افراد کے لئے احباب کرام دعا کر کے ممنون فرمادیں

خاکسار عبد السلام ٹاک
یاڑی پورہ ۔ کشمیر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اخلاص اور قربانیاں

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے وکیل المال تحریک جدید: مولف اصحاب احمد قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مبعوث فرمایا جو ظہر الفساد فی البرّ والبحر کا مصداق تھا۔ امت مسلمہ کے قلوب ایمان سے یوں خالی ہو چکے تھے جیسے وہ گھونسلہ جس سے کبوتر اڑ چکا ہو۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے مطابق مساجد مومنین سے معمور نہ تھیں۔ ان کے اعمال غیر اسلامی ہو چکے تھے۔ قرآن مجید مہجور ہو چکا تھا۔ جب خیر امت کا یہ حال تھا جس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض تھا تو دیگر اقوام کا کیا حال ہوتا تھا۔ دجالی سحر کاریاں اور افسوں طرازیاں غالب آ چکی تھیں اور ان کے مکر و فریب کے جال روزافزوں طور پر لوگوں پر محیط ہو رہے تھے۔ بنی نوع انسان بحر ضلالت میں غرق ہو رہے تھے لیکن سمجھتے تھے کہ وہ غریق آب حیات ہو رہے ہیں۔ وہ روحانی جذام میں مبتلا تھے جو ان کے سارے رگ و ریشہ میں نفوذ کر چکا تھا۔ لیکن اپنی عدم بصیرت سے اسے روح حیات اور اپنے مکروہ اور ذلیل کردار کو مثل آب زلال یقین کرتے تھے۔ یہ معمورہ عالم سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ کروڑوں ایسے روحانی مُردوں پر مشتمل تھی۔ جو مہلک مرض میں مبتلا مریض اپنے تئیں صحت مند سمجھے طبیب و معالج کے لئے اس کا علاج کرنا کس قدر مشکل امر ہے۔ خصوصاً جبکہ ہر فرد بشر ایک مرض نہیں بلکہ مجموعۂ امراض میں گرفتار ہو اور طبیب روحانی اکیلا ہو اور اس کے سپرد ایسے اموات کا احیاء ہو۔ اس کی انتہائی خواہش اور کوشش ہو گی کہ اسے بہترین معاون حاصل ہوں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ (خلیفہ اول) کو پہلی بار دیکھا تو آپ نے فرمایا:—

”جب سے میں خدا تعالیٰ کی درگاہ سے مامور کیا گیا ہوں اور حی و قیوم نے مجھے نئی زندگی بخشی ہے مجھے دین کے چیدہ مددگاروں کا شوق رہا ہے اور وہ شوق پیاسے سے کہیں بڑھ کر رہا ہے میں خدا تعالیٰ کے حضور آہ و زاری کرتا تھا اور عرض کرتا تھا کہ الٰہی میرا ناصر و مددگار کون ہے۔ میں تنہا اور بے حقیقت ہوں۔ پس جب دعا کا ہاتھ مسلسل اٹھا اور فضائے آسمانی میری دعاؤں سے معمور ہو گئی اللہ تعالیٰ نے میری عاجزانہ دعا قبول کی اور رب العالمین کی رحمت جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص اور صدیق عطا فرمایا جو میرے مددگاروں کی آنکھ اور میرے مخلصین دین کا خلاصہ ہے۔ اس مددگار کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے۔ وہ مولد کے لحاظ سے بھیروی اور نسب کے اعتبار سے ہاشمی قریشی ہے۔ وہ اسلام کے سرداروں میں سے ہے اور بزرگوں کی نسل سے ہے مجھے آپ کے ملنے سے ایسی خوشی ہوئی کہ گویا کوئی جدا شدہ جسم کا ٹکڑا مل گیا۔ اور ایسا مسرور ہوا جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملنے سے ہوئے تھے۔ مجھے سارے غم بھول گئے ..... جب وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے ملاقات کی اور میری نگاہ ان پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ آپ میرے رب کی آیات میں سے ہیں اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ میری اس دعا کا نتیجہ ہیں جو میں ہمیشہ کیا کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتا دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہیں۔“

(آئینہ کمالات اسلام
صفحہ ۵۸۱ تا ۵۸۲ ترجمہ)

حضرت مولوی حسن علی صاحب رضی اللہ عنہ نے ۱۸۸۶ء میں ارشاد خداوندی سے ہیڈ ماسٹری وغیرہ ترک کر کے بے سر و سامانی کی حالت میں مسلمانوں کی اصلاح کا کام شروع کیا۔ پھر کچھ عرصہ تک سو روپیہ ماہوار تنخواہ کی بجائے صرف پندرہ روپیہ آمد پر انہوں نے اور ان کی نیک بی بی نے گزارہ کیا اور اس امتحان میں سرخرو ہو کر نکلے۔ ہندوستان بھر میں انہوں نے سات سال تک دورے کئے۔ دو ہزار تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ان کے ذریعہ اپنی اصلاح کی۔ کئی سو غیر مسلم اشخاص نے ان کے ہاتھ پر قبول اسلام کیا جگہ جگہ انہوں نے اسلامی مدارس اور یتیم خانے کھولے۔ صاحب الہام تھے اور لوگ انہیں مجدد خیال کرتے تھے حیدرآباد دکن کے لوگوں نے ان کو انگلستان میں اشاعت اسلام کے لئے بھجوانا چاہا اور اس کے لئے روپیہ بھی فراہم کیا گیا۔ سو ایسے اعلیٰ مرتبہ کے بزرگ حضرت مولانا حسن علی صاحب کی زبانی ان کی رائے حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق سنئے کیا تھی۔ اور حضرت مولوی صاحب کا شہرہ کیا تھا دونوں بزرگ ۱۸۹۳ء میں انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ میں بمقام لاہور شریک ہوئے۔ مولانا حسن علی صاحب لکھتے ہیں:—

”یہاں پر میں اس عالم و مفسر قرآن سے ملا جو اپنی نظیر اس وقت سارے ہند کیا بلکہ دور دور تک نہیں رکھتا یعنی مولوی حکیم نورالدین صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میں ۱۸۸۷ء کے سفر پنجاب میں بھی حکیم صاحب ممدوح کی بڑی تعریفیں سن چکا تھا۔ غرض حکیم صاحب نے انجمن کے جلسے میں قرآن مجید کی چند آیتیں تلاوت کر کے ان کے معنی و مطالب کو بیان کرنا شروع کیا۔ کیا کہوں اس بیان کا مجھ پر کیا اثر ہوا! حکیم صاحب کا وعظ ختم ہوا اور میں نے کھڑے ہو کر اتنا کہا کہ مجھ کو فخر ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اتنے بڑے عالم اور مفسر کو دیکھا اور اہل اسلام کو جائے فخر ہے کہ ہمارے درمیان میں اس زمانے میں ایک ایسا عالم موجود ہے۔“

(تائید حق)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ جیسا عارف باللہ متبحر عالم و یکتائے روزگار خادم دین ہزار جان سے عاشق ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنا سب کچھ حضور پر نثار کرنے کو تیار ہو گئے۔ چنانچہ حضور کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:—

”عالی جناب! میری یہ دعا ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں۔ اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا ہے وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفا دے دوں۔ اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں۔ اور اسی راہ میں جان دے دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد! میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں، میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار ”براہین احمدیہ“ کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کر دوں حضرت پیر و مرشد! نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے۔ میرا منشاء ہے کہ ”براہین احمدیہ“ کی طبع کا تمام خرچ مجھ پر ڈال دیا جائے۔ پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضرورت میں خرچ ہو۔ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں خرچ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دعا فرمائیں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔“

آپ نے جو کچھ لکھا صمیم قلب سے لکھا اور اس کو حرف بحرف عملی جامہ پہنایا۔ آپ نہ صرف روحانی بلکہ جسمانی طبیب کامل بھی تھے۔ آپ اپنے وطن بھیرہ میں خاص توجہ سے اپنا مطب تعمیر کرا رہے ہیں۔ کچھ سامانِ تعمیر لانے کے لئے لاہور آتے ہیں۔ آپ کا دل اس پر راضی نہیں کہ دیار محبوب سے اتنا قریب پہنچ کر اس کی زیارت کئے بغیر مراجعت فرما ہوں۔ سو آپ قادیان آتے ہیں۔ چند دن بعد حضور علیہ السلام کا ارشاد ہوتا ہے کہ آپ اپنی اہلیہ رفیقۂ حیات کو قادیان بلوا لیں۔ آپ ایسا ہی کرتے ہیں۔ پھر چند دن بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اپنا کتب خانہ بھی منگوا لیں۔ آپ بلا چون و چرا تعمیل کرتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا ہے کہ لَا تَصْبُوْنَ اِلَی الْوَطَنِ فِیْهِ تُهَانُ وَتُمْتَحَنُ۔ یعنی تو

وطن کی طرف ہرگز توجہ نہ کر اس میں تیری اہانت ہوگی اور تکالیف برداشت کرنی پڑیں گی اور پھر وطن بقیہ عمر نہ جانا تو الگ امر ہے کبھی اس کا خیال بھی نہیں کرتے بلکہ حضور کے ارشاد کے بغیر حضور کی زندگی میں کہیں باہر نہیں جاتے۔ یہ بھی ذکر نہیں کرتے کہ قادیان ایسی غیر معروف بستی ہے جہاں آٹا اور ایندھن بھی میسر نہیں۔ لنگر خانہ کے لئے یہ اشیاء کئی میل دور سے لانا پڑتی ہیں۔ ایک لاکھ روپے سے زیادہ مجھ پر قرض ہے۔ وہ میں اس جگہ قیام کر کے کیونکر ادا کروں گا۔ آپ اس فدائیت، قربانی اور ایثار کا اندازہ لگائیے حضور علیہ السلام کا دلی سے تار آتا ہے کہ فوراً آ جائیں تو تار ملتے ہی فوراً روانہ ہو جاتے ہیں تا کہ لفظاً اور معنیً تعمیل کریں اور اتنا بھی توقف نہیں کرتے کہ کرایہ بستر اور سواری کا انتظام کریں۔ حضور علیہ السلام آپ کے متعلق فرماتے ہیں :-

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر یک پُر از نور یقیں بودے

روح فدائیت رکھنے والے بہت سے پروانے اللہ تعالیٰ نے اپنی اس شمع محمدی حضرت مہدی و مسیح موعود علیہما السلام کو عطا کئے جو قادیان سے باہر ہوتے تو بیسیوں گنا زیادہ اموال حاصل کرتے اور دنیوی شہرت کے معراج کو پاتے۔ حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ جیسے شیخ الکل، مفسر قرآن، ماہر علوم دینیہ، پیر خاندان کے فرد، چوٹی کے منطق کے عالم۔ تقریباً دو صد روپیہ مشاہرہ کی پروفیسری ترک کر کے قادیان میں آ دھونی رماتے ہیں۔ اتفاقاً مدرسہ کی ایک اسامی خالی ہونے پر پندرہ روپیہ مشاہرہ پر کام شروع کرتے ہیں۔ جس قابلیت اور جرأت سے آپؓ نے بمقام مُدّ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری فاضل سے مباحثہ کیا اور پیغام حق پہنچایا۔ حضور علیہ السلام نے اسے اپنے منظوم کلام میں "اعجاز احمدی" میں بیان کر کے آپ کو غضنفر (شیر ببر) قرار دیا ہے حضرت قاضی امیر حسین صاحبؓ چوٹی کے علماء حدیث میں سے تھے۔ امرتسر کی اعلیٰ ملازمت ترک کر کے احمدیت پر نثار ہوئے اور آپ قادیان آ گئے۔ اور عمر عزیز یہیں صرف کر دی۔

حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحبؓ حلالپوری فاضل جیسے شیخ الکل اور ماہر علوم دینیہ اور مصنف نے بھی اسی خدمت سلسلہ کو دنیوی امور پر ترجیح دی

حضرت چودھری نصر اللہ خان صاحبؓ سیالکوٹی نے دنیوی نام و نمود کو حاصل کرنے کے باوجود ہجرت کر کے قادیان آنا پسند کیا اور اپنی آخری زندگی بلا معاوضہ خدمت دین میں بسر کر دی۔ حضرت علامہ میر محمد اسحٰق صاحبؓ فاضل جیسے اعلیٰ خاندان کے فرد قابل و منتظم، طلیق اللسان اور فصیح البیان اور قرآن و حدیث کے ماہر۔ اگر قادیان سے باہر ہوتے تو ایسے یکتا گوہر نہ معلوم کتنے عروج پر پہنچ جاتے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ نے دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔ آپ کے ہم جماعت نے جو وزیر بن چکے تھے کہا کہ مولوی صاحب ہم سے زیادہ لائق تھے اور دنیا میں ہم سے زیادہ ترقی کر سکتے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی زبان دُر افشاں اور قلم گوہر بار تھی۔ فصاحت و بلاغت گویا آپؓ کے گھر کی لونڈی تھی۔ آپؓ اپنے آقا پر فدا تھے اور یہاں آ کر حضورؑ کے قدموں میں خدمت دین میں عمر بسر کی۔ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ قادیانی سکھ مذہب سے اور حضرت شیخ غلام احمد صاحبؓ واعظ اور حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ قادیانی ہندو مذہب سے اسلام میں آئے۔ اپنے اقارب و اوطان کو خیرباد کہہ کے خدمت اسلام میں وقف رہے۔ حضرت سید ناصر شاہ صاحبؓ نے جو پون صدی سے زیادہ عرصہ قبل سب ڈویژنل آفیسر محکمہ تعمیرات کے معزز عہدہ پر فائز تھے بہت سی مالی قربانی کی اور منارۃ المسیح کی تعمیر کا سارا خرچ برداشت کرنے کی پیشکش کی۔ شہرۂ آفاق واعظ الاسلام حضرت مولوی حسن علی صاحبؓ نے جن کو قوم نے "شمس الواعظین" کا خطاب دیا تھا اپنی شہرت اور اعزاز و اکرام کو معرض خطر میں ڈال لیا اور احمدیت قبول کی۔ کفر کے فتاوے آپ پر لگائے گئے مگر آپ کے پائے ثبات میں قطعاً کوئی لغزش واقع نہ ہوئی۔ آپ نے اپنی بقیہ عمر عزیز اسی سلسلہ کی فدائیت میں صرف کی۔

حضرت سید عبداللطیف صاحبؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کیا تو امیر والیٔ افغانستان نے آپ کو محبوس کر لیا۔ آپ کو بار بار الہام ہوتا تھا کہ اس راہ میں سر دے دو اور دریغ نہ کرو۔ کئی ماہ کی ایسی قید بند کی جس میں بھاری بھر کم بیڑیاں اور ہتھکڑیاں آپ کو پہنائی گئیں، صعوبتیں موت سے بدتر تھیں اور ایسی کہ جن کے تصور سے انسان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے احمدیت سے توبہ کے لئے بار بار امیر موصوف نے آپ کو کہا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے علیٰ وجہ البصیرت قبول کیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس وجہ سے میری جان کی خیر نہیں اور میرے اہل و عیال کی بربادی ہے۔ لیکن میں اپنے ایمان کو مقدم سمجھتا ہوں۔ علماء سے مباحثہ کے بعد آپ پر کفر کا فتوے عاید کیا گیا۔ پھر بھی امیر نے آپؓ کو سمجھایا۔ اور اس وقت بھی جبکہ آپ کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا اور موت کی ساعت سر پر آ چکی تھی لیکن آپ کے پائے استقامت میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آئی اور آپ نے یہ قرآنی آیت پڑھی اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ۔ قاضی نے پہلا پتھر مارا جو کاری ضرب کا موجب ہوا۔ اور پھر امیر کابل نے اور پھر تاجیبوں، مفتیوں، اہلکاروں اور ہزاروں حاضرین نے۔ وہ شخص جو رئیس اعظم خوست تھا۔ افغانستان میں لاکھوں روپیہ کی جائداد کا مالک تھا۔ نئے امیر کی دستار بندی جس کے ہاتھ سے ہوتی تھی جو شیخ اجل اور سرآمد علماء افغانستان تھا۔ جس کے نصف لاکھ ارادت مند اور معتقد تھے۔ جو اعلیٰ نسب رکھتا تھا اور علم قرآن و حدیث اور فقہ میں دوسروں سے بڑھ کر عالم تھا۔ جاہ و مرتبہ اور علم و تقویٰ میں عدیم المثال تھا اور پچاس سال تک آرام اور تنعم کی زندگی بسر کر چکا تھا ایسے جلیل القدر اور ملہم من اللہ بزرگ کو پتھر مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا اور آپ کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے بڑے عذاب کے ساتھ وطن سے کسی اور جگہ حراست میں منتقل کیا گیا۔

اس شہادت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام رقم فرماتے ہیں :-

"شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔ اب تک ان میں ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جو شخص ان میں سے ادنیٰ خدمت بجا لاتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے بڑا ... کام کیا ہے۔ اور قریب ہے کہ وہ میرے پر احسان رکھے۔ حالانکہ خدا کا اس پر احسان ہے۔"

نیز فرماتے ہیں :-

"میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں۔ اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے۔ اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا تعالیٰ قبول کریگا...... خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے۔ اور جو تقوی وطہارت کے اوّل درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔ لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہہ کر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا پھر وہ اپنے گھروں میں جا کر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جائیں کہ صرف دنیا ہی دنیا ان کے دلوں میں ہوتی ہے۔ نہ ان کی نظر پاک ہے نہ ان کا دل پاک ہے اور نہ ان کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے۔ اور نہ ان کے پَیر کسی نیک کام کے لئے حرکت کرتے ہیں اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے اور اسی میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ سے کاٹے گئے ہیں۔"

آپؓ کے مقام عالی کا اس امر سے علم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپؓ کی شہادت کا واقعہ بیان کر کے ایک جدید کرامت آپ کی یہ لکھتے ہیں کہ میں یہ کتاب (تذکرۃ الشہادتین) تالیف کرنے لگا تو میرا ارادہ تھا کہ جس روز گورداسپور ایک مقدمہ کے تعلق میں جاؤں اس سے پہلے اس کتاب کو تالیف کر لوں۔ اتفاقاً مجھے سخت درد گردہ ہوا۔ فرماتے ہیں :-

"میں نے خیال کیا کہ یہ کام ناتمام رہ گیا۔ صرف دو چار دن ہیں اگر میں اسی طرح درد گردہ میں مبتلا رہا جو ایک مہلک بیماری ہے تو یہ تالیف نہیں ہو سکے گی۔ تب خدا تعالیٰ نے مجھے دعا کی طرف توجہ دلائی۔ میں نے رات کے وقت میں ..... (تین بجے کے بعد) اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ اب میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو۔ سو میں نے اسی دردناک حالت میں صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کے تصور سے دعا کی کہ یا الٰہی! اس مرحوم کے لئے میں اس کو لکھنا چاہتا تھا۔ تو ساتھ ہی مجھے غنودگی ہوئی اور الہام ہوا سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ یعنی سلامتی اور عافیت ہے۔ یہ خدائے رحیم کا کلام ہے۔ پس قسم ہے مجھے اسی ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابھی صبح کے چھ نہیں بجے تھے کہ میں بالکل تندرست ہو گیا اور اسی روز نصف کے قریب کتاب کو لکھ لیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک"

حضور تحریر فرماتے ہیں :-

"اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا"

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے

آسماں بارد نشاں الوقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار
(المسیح الموعود)

از مکرم حکیم مولوی محمد دین صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سنگِ بنیاد

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک باقاعدہ جماعت کی صورت میں ۱۸۸۹ء مطابق ۱۳۰۶ھ میں خدا تعالیٰ کے حکم سے رکھی۔ آپؑ کی ماموریت کا الہام تو مارچ ۱۸۸۲ء کو ہو چکا تھا۔ جس کے بعد آپؑ نے اشتہارات کے ذریعہ تمام دنیا میں اپنے دعویٰ مجددیت کا اعلان فرما دیا۔ جب تک خدا تعالیٰ نے آپؑ کو بیعت لینے کا حکم نہیں دیا آپ بدستور عام رنگ میں اسلام کی خدمت میں مصروف رہے۔ پھر جب ۱۸۸۸ء کا آخر آیا تو آپؑ نے خدا تعالیٰ سے حکم پا کر بیعت کا اعلان فرمایا اور یکم مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں پہلی بیعت ہوئی۔ چالیس افراد نے آپؑ کے ہاتھ پر توبہ، اخلاص اور اطاعت کا عہد باندھا۔ گویا خدا تعالیٰ نے اپنے مقدس ہاتھ سے اس سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد کی اینٹ نصب فرما دی۔

سلسلہ احمدیہ کی غرض و غایت

اسی سلسلے کو الٰہی تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ہو اور جب تک کسی سلسلے کے اغراض و مقاصد کا علم نہ ہو اسے الٰہی سلسلہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاسیس کا خدائی حکم اپنی نوعیت میں ایسا ہی تھا جیسا کہ دو ہزار سال قبل موسوی سلسلہ میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ذریعہ نازل ہوا تھا۔ اسی طرح احمدیت بھی کسی نئے مذہب کا نام نہیں اور نہ ہی بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا یہ دعویٰ تھا کہ آپؑ کوئی نئی شریعت لائے ہیں۔ بلکہ احمدیت کی غرض و غایت تجدیدِ اسلام، خدمتِ اسلام اور تکمیلِ اشاعت تک محدود ہے۔ آپؑ کی تحریروں سے آپؑ کا کام ان چھ حصوں میں منقسم نظر آتا ہے:۔

(الف) خالق و مخلوق کے رشتہ کو جوڑنا۔ مخلوق میں خالقِ حقیقی کے بارہ میں زندہ ایمان اور حقیقی عرفان پیدا کرنا۔ اور یہی تخلیقِ انسانی کی غرض و غایت ہے۔

(ب) مرورِ زمانہ سے مسلمانوں میں جو اعتقادی اور عملی غلطیاں پیدا ہو گئی تھیں انہیں منشاء الٰہی کے ماتحت دور کرنا

(ج) موجودہ زمانہ کی وسیع ضروریات کے پیشِ نظر اس مادی عالم کے احیا کے لئے روحانی عالم (قرآن مجید) کے روحانی خزانوں کو باہر نکال کر ان کی اشاعت کا انتظام کرنا

(د) اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنا

(ہ) تمام انبیاء علیہم السلام بالخصوص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق دنیا کی تمام اقوام کو ایک ہاتھ پر جمع کرنا جیسا کہ آپ نے دعوےٰ فرمایا ہے کہ آپ ہی موعودِ اقوامِ عالم ہیں۔

(س) دنیا میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے ماتحت ایسے جدید نظام کو قائم کرنا جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے لحاظ سے صحیح معنوں میں قرآنی آئین کا آئینہ دار ہو۔ یعنی ایسی جماعت قائم کرنا جو خدا تعالیٰ سے تعلق اور زندہ ایمان کی حیثیت سے منفرد اور ممتاز ہو۔ اور دوسری طرف وہ افراد اور اقوام کے باہمی تعلقات کا دنیا میں بہترین نمونہ بن کر اپنے دائرہ ترقی کی تکمیل کا باعث بن سکے۔

پس سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ساری تاریخ ان چھ نکات کے گرد گھومتی ہے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تائید و نصرت کیلئے خدائی بشارات

جس طرح خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقررہ وقت پر رکھوائی۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے سلسلہ کی تائید و نصرت کے اپنی سنتِ قدیمہ کے مطابق آپ کے ساتھ وعدے فرمائے۔ چنانچہ آپؑ کے مندرجہ ذیل پہلے الہام میں آپؑ کی مستقبل میں ہونے والی شدید مخالفت اور آپؑ کی تائید میں خدا تعالیٰ کے زور آور حملوں کے نشانات کی خبر ہے۔ نمونہ مشتے از خروارے چند الہامات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام درج ذیل ہیں:۔

(۱) "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا" (تذکرہ صفحہ ۱۰۵)

(۲) "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (تذکرہ صفحہ ۳۰۵)

(۳) "یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ" (تذکرہ صفحہ ۴۱) ترجمہ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے"

(۴) "قُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَهُوۡقًا" (تذکرہ صفحہ ۴۱) ترجمہ:۔ کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل بھاگنے والا ہی تھا۔

(۵) "هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ" (تذکرہ صفحہ ۴۲) ترجمہ:۔ خدا وہ ہے جس نے اپنا رسول، اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے

(۶) "اصحاب الصفّۃ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَاۤ اَصۡحَابُ الصُّفَّةِ تَرٰۤی اَعۡیُنَہُمۡ تَفِیۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ یُصَلُّوۡنَ عَلَیۡکَ" (تذکرہ صفحہ ۵۱) ترجمہ:۔ اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آ کر آباد ہوں گے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ کہلاتے ہیں اور تو کیا جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے جو اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہیں وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے وہ تیرے پر درود بھیجیں گے

(۷) "کَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡـَٔهٗ فَاسۡتَغۡلَظَ فَاسۡتَوٰی عَلٰی سُوۡقِهٖ" (تذکرہ صفحہ ۹۲) ترجمہ:۔ سو تو اس بیج کی طرح ہے جس نے اپنا سبزہ نکالا پھر بڑھتا ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اپنی ساقوں پر قائم ہو گیا۔

(۸) "اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا" (تذکرہ صفحہ ۹۲) ترجمہ:۔ ہم نے تجھ کو کھلی کھلی فتح عطا فرمائی ہے یعنی عطا فرمائیں گے۔

(۹) "اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ ۙ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا" (تذکرہ صفحہ ۴۷) ترجمہ: جب خدا کی فتح اور نصرت ہو گی۔ اور لوگ فوج در فوج اس سلسلہ میں داخل ہوں گے

(۱۰) "الٰہی میرے سلسلے کو ترقی ہو۔ اور تیری تائید اس کے شاملِ حال ہو" (تذکرہ صفحہ ۴۶)

(۱۱) "خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا" (تذکرہ صفحہ ۵۸)

(۱۲) "یَنۡصُرُکُمُ اللّٰہُ فِیۡ دِیۡنِہٖ" (تذکرہ صفحہ ۶۵۴) ترجمہ خدا اپنے دین میں تمہاری مدد کرے گا۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کاموں میں خدائی تائید و نصرت کا ہاتھ مندرجہ بالا اغراض و مقاصد اور ان کی تکمیل کے سلسلہ میں ربانی بشارات کے آئینہ میں دیکھنے سے ہر صاف دل بخوبی محسوس کر سکتا ہے کہ لاریب یہ الٰہی سلسلہ ہے اس کا کوئی کام بھی خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ان گنت نظاروں سے خالی نہیں چنانچہ مندرجہ بالا اغراض و مقاصد کی تمام شقوں کے بارہ میں خاکسار بتائے گا کہ کس طرح حسنِ خدائی تائید و نصرت سے یہ اغراض و مقاصد پورے ہوئے۔ اور پورے ہو رہے ہیں اور انشاءاللہ پورے ہو کر رہیں گے۔ ؎

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

(الف) حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ جو جماعت اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت سے تیار کروائی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا ایک ایک فرد بیشمار نشانات اور الٰہی تائید و نصرت کا حامل ہے۔ کیونکہ یہ وہی جماعت ہے جس کا قرآن مجید کی پیشگوئی وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (سورہ جمعہ) میں ذکر تھا۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے ماننے والوں کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

مسیح وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی

تنشیقان الذی اخزی الاعادی

انہیں صحابہ میں جو تبدیلی آپ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے پیدا فرمائی اس کے بارہ میں حضور ہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:۔

"میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں۔ اور اعمالِ صالحہ بجا لاتے ہیں۔ اور میری باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے ہزارہا بیعت کنندوں میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیروان سے جو ان کی زندگی میں ایمان لائے تھے ہزارہا درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں۔ اور ان کے چہرہ پر صحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں ہاں شاذ و نادر کے طور پر اگر کوئی فطرتی نقص کی وجہ سے صلاحیت میں کم رہا ہو تو وہ شاذ و نادر میں داخل ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں اگر آج ان سے کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دستبردار ہو جاؤ تو وہ دستبردار ہونے کے لئے مستعد ہیں۔ پھر بھی میں ہمیشہ انہیں اور ترقیات کیلئے ترغیب دیتا ہوں۔ اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا مگر دل میں خوش ہوں"

(خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم خاں مرتد)

یہ تو حضور کا اپنا اظہار ہے۔ اب غیروں میں سے صرف ایک ہی فرد کی رائے مضمون کی طوالت کے خوف سے تحریر کرتا ہوں چنانچہ نامہ نگار اسٹیٹسمین صاحب جرنلسٹ لکھتے ہیں:۔

"اس جماعت کے اکثر افراد بمقابلہ باقی اسلامی فرقوں کے زہد و تقویٰ میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور ان میں اسلام کی محبت کا جوش ایک صادقانہ پہلو لئے ہوئے ہے.... قرآن مجید کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت اس جماعت میں میں نے دیکھی کہیں نہیں دیکھی.......... جو کچھ میں نے قادیان میں جا کر دیکھا وہ خالص اور بے ریا توحید پرستی تھی"

(زمیندار ١٣ مارچ ١٩١٢ء)

یہ تو جماعت کی تخم ریزی کے دور کا منظر ہے جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں:۔

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ٦٥)

دنیا میں کوئی جماعت ایسی نہیں جسے اس زمانہ میں تعلق باللہ کا دعویٰ ہو اور وہ نمونہ بھی رکھتی ہو لیکن بانی سلسلہ لاکھوں افراد کی ایسی جماعت چھوڑ گئے ہیں۔ یقیناً اس کا ہر فرد الٰہی تائید و نصرت کا ایک مجسم نشان ہی نہیں بلکہ بعض تو ان میں سے ہزاروں لاکھوں نشانوں کا مجموعہ ہیں۔ جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مصلح موعود کے نشان کے بارہ میں فرماتے ہیں جو بفضلہ تعالیٰ نہایت صفائی سے پورا ہو چکا ہے:۔

"درحقیقت یہ نشان ایک مردہ زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے کیونکہ مردہ کو زندہ کرنے کی نسبت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کر کے ایک روح کو واپس منگوایا جائے.... جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے۔ مگر اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و برکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ یہ نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مردوں کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوس کا فرق ہے"

(اشتہار ٢٢ مارچ ١٨٨٦ء روز دوشنبہ)

(ب) حضرت بانی سلسلہ نے مرورِ زمانہ سے مسلمانوں میں پیدا ہونے والے اختلافات اور ان کے عقاید کی اصلاح کے ضمن میں جس رنگ میں الٰہی تائید و نصرت حاصل ہونے کا اظہار فرمایا ہے وہ درج ذیل ہے۔ پہلے آپ نے بتایا ہے کہ منصب امامت پر فائز ہونے والے کے اندر کن اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"امامت کے بلند منصب کیلئے اخلاق، قوتِ امامت، بسطت فی العلم، عزم، اقبال علی اللہ کی قوتوں اور کشوف و الہامات کے سلسلہ کا ہونا ضروری ہے"

یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر جمع کر دی تھیں اس لئے آپ ہی خدا کی طرف سے امام الزمان ہیں جن کی پیروی تمام مسلمانوں (مذاہب) خواہ شیعوں اور سنیوں کے لئے ضروری ہے۔ اسی ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحدی فرمائی ہے:۔

"اگر میں حکم نہیں ہوں تو میرے نشانوں کا مقابلہ کرو۔ میرے مقابل پر جو اختلاف عقاید کے وقت آیا ہوں اور سب بحثیں نکمی ہیں صرف حکم کی بحث میں ہر ایک کا حق ہے جس کو میں پورا کر چکا۔ خدا نے مجھے چار نشان دیئے ہیں (١) میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل کے طور پر عربی بلاغت و فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے (٢) میں قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے (٣) میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے (٤) میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔"

(ضرورۃ الامام طبع اول صفحہ ٢٢)

چنانچہ آپ نے مسلمانوں کے عقاید میں جو بھاری اغلاط پیدا ہو چکی تھیں ان کی اصلاح فرمائی۔ یہ غلطیاں عقاید کے اجمال میں نہیں بلکہ تفصیل میں تھیں۔ مثلاً آپ نے ظہور مسیح کی حقیقت بیان فرمائی اور بتایا کہ مسیح اور مہدی سے مراد ایک ہی وجود ہے۔ خونی مہدی کا تصور اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ حضور کا دعویٰ امتی نبی کا تھا۔ شریعت والا نبی نہیں آسکتا۔ خدا تعالیٰ کی کوئی صفت معطل نہیں۔ دعا محض عبادت نہیں بلکہ ایک زندہ اور زبردست طاقت ہے۔ الہام کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے۔ ایمان باللہ کی حقیقت۔ دنیا کی عمر اور خلق آدم۔ توحید حقیقی کی تشریح اور شرک خفی کی وضاحت۔ ملائکہ کی حقیقت۔ مسئلہ ارتقا۔ تمام قوموں میں رسول آئے۔ عصمت انبیاء۔ سچا مذہب اسی دنیا میں ہر زمانہ میں پھل دیتا ہے۔ قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ قرآن شریف کی حدیث پر فضیلت۔ سنت کا اصل مقام۔ قرآن کے معانی غیر محدود ہیں۔ نبوت کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ امتی نبی آسکتا ہے۔ الہام کی حقیقت۔ جہاد کی حقیقت۔ وفات مسیح۔ عدم رجوع موتیٰ۔ معراج کی حقیقت۔ معجزات کی حقیقت۔ جنت و دوزخ کی حقیقت۔ نجات کی حقیقت وغیرہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امت محمدیہ کے اختلافات کے حل کرنے کے لئے حکم و عدل قرار دیا ہے چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے وہ کام جو امت میں فقط آپ کا حصہ تھا کر کے دکھایا۔ یعنی امت کے اختلافات میں حکم و عدل کا منصب ادا کرتے ہوئے امت کے اتحاد کی مستحکم بنیاد رکھ دی۔ یوں تو فرعی اختلافات میں یہ فرقے بہتر ہو چکے تھے۔ لیکن اگر اصولاً دیکھا جائے تو ان میں چار فرقے اہم نظر آتے ہیں باقی فرقے انہیں کی شاخیں ہیں یعنی ١۔ شیعہ ٢۔ اہلسنت ٣۔ اہل فقہ ٤۔ اہلحدیث۔

حضور نے اپنے منصب خداداد حکم و عدل سے کام لیتے ہوئے یہ فیصلہ فرمایا کہ

١۔ شیعہ حضرات کی غلطی تھی کہ انہوں نے خلافت راشدہ کا انکار کر کے نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاک جماعت پر زبان طعن کھول کر اسلام میں ایک سخت رخنہ پیدا کر دیا ہے۔ اور کئی باتوں میں سنت نبوی سے منحرف ہو کر گویا ایک نئی عمارت کھڑی کر دی ہے۔

٢۔ اہل سنت کی عمومی رنگ میں آپؑ نے تعریف فرمائی ہے۔ مگر سنیوں کے تینوں فرقوں کے بارہ میں فرماتے تھے کہ ان میں سے ہر ایک فرقہ جادۂ صواب سے منحرف ہو گیا ہے۔ مثلاً (١) اہل فقہ نے تقلید کا اندھا دھند طریق اختیار کیا ہے کہ وہ اپنے مقررہ امام کے قول کے خلاف قرآن و حدیث تک کا کوئی استدلال سننے کو تیار نہیں

اہل حدیث نے یہ غلطی کی ہے کہ اجتہاد کے دروازے کو بالکل ہی بند کر دیا ہے جو واجبی وزن علماء اور ائمہ کا ہوتا ہے اس سے بھی انہیں محروم کر دیا ہے بلکہ بعض صورتوں میں ائمہ کرام کی ہتک کا طریق اختیار کیا ہے

٣۔ اہل تصوف آہستہ آہستہ شریعت سے ہٹ کر بدعتوں میں مبتلا ہو گئے۔

مگر اس کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تمام فرقوں کی بہت سی خوبیوں کو بھی تسلیم فرمایا ہے۔ اور شیعہ اور سنی ہر دو فرقوں کے بزرگوں کو بڑی عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

(ج) موجودہ زمانہ کی وسیع ضروریات اور روحانی عالم کے احیاء کے لئے قرآن کے روحانی خزانوں کی وسیع پیمانہ پر اشاعت کے انتظام کے سلسلہ میں اوپر شق نمبر (ب) میں حضور کا دعویٰ بیان کیا جا چکا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس بارہ میں بھی اپنی زبردست تائید و نصرت سے آپ کو اس کی توفیق بخشی جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:۔

(باقی صفحہ ٣٠ پر)

خلائی سفر ـــــ اور ـــــ تسخیرِ قمر

قرآنِ مجید کی روشنی میں!

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی

انسان کا اس دنیا میں آنے کا اصل مدعا و مقصد یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا عبد بن کر اس کی رضا حاصل کرے۔ مذہبی کتابیں اسی اہم مقصد کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجی گئیں۔ چنانچہ قرآن مجید بھی اسی مقصد کی طرف رہنمائی کرنے والی اور روحانی علوم کو سکھانے والی مقدس کتاب ہے اور یہ کتاب علمِ ہیئت وطبیعیات وغیرہ کی درسی کتاب نہیں کہ اس میں سائنسی مسائل پر بحث ہو۔ ہاں چونکہ قرآن مجید شریعت کاملہ ہے اور عالم الغیب ہستی کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ اس لئے تخلیق کائنات اور ارتقائے کائنات کے بارہ میں جگہ جگہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز آئندہ ہونے والی سائنسی ترقیات کا بطور پیشگوئی ذکر کیا گیا ہے۔

جب امریکی خلائی مسافر چاند پر اترے اور تسخیرِ قمر کا حیرت انگیز واقعہ رونما ہوا تو میں ان دنوں تبلیغی سلسلہ میں کشمیر میں مقیم تھا۔ ہر زبان پر اس اہم واقعہ کا چرچا تھا جس کہ اس واقعہ سے متاثر ہو کر بہت سے مسلمان علماء سے دریافت کر رہے تھے کہ خلائی سفر اور تسخیرِ قمر وغیرہ کے بارہ میں قرآن مجید کیا روشنی ڈالتا ہے۔ بعض علماء نے تو سرے سے اس امر سے انکار کر دیا کہ انسان کا قدم چاند پر گیا ہے بلکہ یہ جواب دیا کہ یہ سراسر دھوکا اور فریب ہے۔ مجھ سے بھی اس امر کا تذکرہ متعدد احباب کی طرف سے ہوا اور تعلیم یافتہ طبقہ نے قرآن مجید سے اس کی وضاحت چاہی تب میں نے اسلام آباد اور سرینگر کے علمی حلقوں میں اس موضوع پر متعدد لیکچرز دیئے اور بتایا کہ بیشک خلائی سفر اور تسخیرِ قمر بیسویں صدی کا اہم واقعہ ہے جو ارتقائے سائنس کی عظمت پر دلالت کرتا ہے لیکن ہمیں اس پر حیرت و استعجاب کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید جیسی کامل شریعت اور حکمت والی کتاب میں اس کے بارہ میں واضح آیات موجود ہیں۔

قرآن مجید میں صرف چاند کے بارہ میں ہی واضح آیات نہیں بلکہ کائنات کی ابتدائی تخلیق نیز ارتقائے کائنات کے بارہ میں بھی رہنمائی کی گئی ہے اور آئندہ زمانہ میں سائنسی ترقیات کی وجہ سے جو انقلابات رونما ہونے والے تھے ان کا بھی بطور پیشگوئی ذکر موجود ہے۔ جیسے سفر کے لئے اونٹنیوں کا بیکار ہو جانا اور ان کی جگہ ایسی نئی سواریوں کا ایجاد ہو جانا جن سے سفر نہایت آسان ہو جائیں گے۔ اور مہینوں کے سفر دنوں اور گھنٹوں میں طے ہوں گے۔ (اس میں ریل۔ موٹر۔ ہوائی جہازوں کی ایجادات کی طرف اشارہ ہے۔) بڑے بڑے بادشاہوں کا زوال اور ان کی جگہ مزدوروں کی حکومت کا قیام، وحشی اور غیر مہذب قوموں کا آزاد ہونا، پہاڑوں کو اڑا کر ان میں سے سفر کے لئے رستوں کا نکالنا (جیسا کہ پیر پنجال پہاڑ میں جواہر ٹنل بنائی گئی) مطبع خانوں کا ایجاد ہونا اور ان کے ذریعہ سے دنیا میں اخبارات، کتب اور رسالوں کی کثرت سے اشاعت۔ ان انقلابات اور سائنسی ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید میں ایک اہم پیشگوئی ان الفاظ میں بیان فرمائی گئی ہے

وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ

یعنی ایک وقت آئے گا جب آسمان کی کھال اتاری جائے گی یعنی علم ہیئت اور سائنس کو غیر معمولی ترقی ہو گی۔ انسان آسمانوں اور خلاؤں کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے خلائی سفر اختیار کرے گا اور ان خلائی سفروں کے ذریعہ آسمانی حقائق کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلا میں جانے والی ان سواریوں کو تیر سے تشبیہ دے کر وضاحت فرمائی ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں بعض قومیں ظاہر ہوں گی جنہیں ان کے کارناموں کی وجہ سے ان کے صفاتی نام یاجوج اور ماجوج بتایا۔ یعنی وہ قومیں آگ اور پانی سے کام لیں گی۔ فرمایا یہ اقوام دنیا میں اپنا سیاسی تسلط اور سائنسی اثر قائم کرنے کے بعد اعلان کریں گی کہ ہم نے زمین والوں پر تو اپنا تسلط جما لیا آؤ اب ہم آسمان والوں کو بھی قتل کریں۔ چنانچہ وہ آسمانوں کی طرف تیر پھینکیں گی اور اللہ تعالیٰ ان کے تیر واپس لوٹائے گا اور اس کے بعد رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کا نبی مسیح موعود اور اس کے ساتھی محاصرہ میں ہوں گے۔۔۔

(مشکوٰۃ شریف)

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی یونیورسٹی میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم حاصل نہ کی تھی۔ ہاں آپؐ کا تعلق اس خدائے عالم الغیب کے ساتھ تھا جو تمام کائنات کا خالق ہے اور اس کے تمام رموز سے واقف و آگاہ ہے۔ اسی خدا سے خبر پا کر آج سے ۱۴۰۰ سال قبل آپؐ نے خلائی سفروں کے لئے استعمال کئے جانے والے راکٹوں کی خبر دی۔ آپؐ نے اس راکٹ کو سمجھانے کے لئے تیر سے مشابہت دی جب راکٹ کی بناوٹ اور اس کے چلنے کے طریق کو بنظر غائر دیکھا جاتا ہے تو حضورؐ کے فرمان کی صداقت بالکل عیاں ہو جاتی ہے۔ آج سے چند سال قبل دہلی میں ایک بہت بڑی نمائش لگی تھی جس میں متعدد ممالک نے حصہ لیا تھا۔ اس وقت انسان کا قدم ابھی چاند پر نہ پہنچا تھا البتہ اس کی تیاریاں زور شور سے ہو رہی تھیں۔ اس نمائش میں امریکن سٹال کے سامنے اس راکٹ کا نمونہ بنا کر رکھا گیا تھا جس میں انسان نے بیٹھ کر چاند پر جانا تھا۔ اس نمونہ میں آدمی کا مجسمہ بھی بنایا ہوا تھا اور وہ لباس بھی دکھایا گیا تھا جو خلائی مسافر نے اس سفر کے دوران استعمال کرنا تھا۔ میں نے اس راکٹ کو بغور دیکھا اور اس کے اوپر جانے کی کیفیت پر غور کیا اور دوسری طرف سیدنا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جنہوں نے آج سے چودہ سو سال قبل خلائی سفر میں جانے والے راکٹوں کو سمجھانے کے لئے تیر کا لفظ استعمال فرمایا۔ کیونکہ تیر کو چلانے کا جو اصول ہے وہی اصول راکٹ کے چلنے اور پرواز کرنے کا ہے۔ تیر کو نیچے سے زور سے دھکا دیا جاتا ہے اور وہ اوپر کو نہایت تیزی سے جاتا ہے اسی طرح راکٹ کو بھی نیچے سے دھکا دیا جاتا ہے اور راکٹ کو یہ دھکا ایندھن اور بارود وغیرہ کے ذریعہ لگایا جاتا ہے۔ بارود کی گیس کے شعلے نیچے کی طرف خارج ہوتے ہیں اور راکٹ اوپر فضاؤں میں بلند ہوتا ہے۔ راکٹ کی ایجاد اگرچہ پرانی ہے لیکن اس زمانہ میں اس کو زیادہ ترقی ملی ہے۔ پہلے راکٹ میں خشک ایندھن استعمال کیا جاتا تھا ۱۹۲۰ء میں خشک ایندھن کی بجائے ایک محلول استعمال کیا گیا ۱۹۲۶ء میں امریکہ میں پہلی مرتبہ ایک ایسا راکٹ چھوڑا گیا جس میں ایندھن کے لئے پٹرول اور محلول آکسیجن کا مرکب استعمال کیا گیا یہ ایک چھوٹا سا راکٹ تھا جس کا مسالہ اڑھائی سیکنڈ میں ختم ہو گیا اور وہ ۱۸۴ فٹ کی اونچائی تک پہنچا

دنیا میں راکٹ کی شہرت پچھلی جنگ عظیم کے زمانہ میں ہوئی۔ جب جرمن سائنسدانوں نے "وی ٹو" نامی راکٹ تیار کئے ان میں بھی محلول ایندھن استعمال کیا گیا تھا۔ اور ان کی خاص صفت یہ تھی کہ وہ ہوا بازوں کے بغیر ہی نشانہ پر ٹھیک پہنچتے تھے۔

آہستہ آہستہ زیادہ سے زیادہ طاقتور ایندھن تیار کئے گئے اور اب یہ حال ہے کہ انسان کے بنائے ہوئے راکٹ چھبیس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار حاصل کر چکے ہیں اور اب کئی کئی منزلوں کے راکٹ بنائے جا رہے ہیں۔

قرآن مجید نے یہ بھی بتایا ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ کہ جب زمین پھیلا دی جائے گی۔ یعنی بہت سے کرّے جو آسمان کے ساتھ وابستہ ہمیں نظر آتے ہیں وہ زمین کا حصہ ثابت ہوں گے جیسا کہ چاند وغیرہ

اور قرآن مجید کی ایک اور آیت لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان ایک طبقے سے دوسرے طبقے میں جانے کی کوشش کرے گا اور یہ کوشش بھی کسی سواری پر سوار ہو کر کرے گا۔ یہ اشارہ بھی راکٹوں کے ذریعہ چاند اور دوسرے سیاروں کے سفر کا ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ دوسرے سیاروں میں جانے کے لئے چاند درمیانی اسٹیشن بنے گا۔ چنانچہ سائنسدان بھی یہی تجویز کر رہے ہیں۔ اور چاند کے بعد سائنسدان مریخ پر جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ ایک مشہور سائنسدان اور انجینئر نے اندازہ لگایا ہے کہ انسان دس بارہ سال تک مریخ پر پہنچ سکے گا۔ ہماری زمین سے مریخ کا فاصلہ تین کروڑ میل سے کم نہیں اس لئے اندازہ لگایا گیا ہے کہ مریخ تک پہنچنے میں ۲۵۹ دن لگیں گے۔

قرآن مجید کی سورۂ رحمٰن میں بھی اس امر کا ذکر ہے کہ کسی زمانہ میں دو زبردست طاقتیں ظاہر ہوں گی جنہیں قرآن مجید نے جن اور انس کہا ہے۔ یعنی ایک طاقت امپیریلزم کی حامی ہو گی اور دوسری طاقت عوامی نظام کی حامی ہو گی (یہی وہ قومیں ہیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یاجوج

اور ماجوج کے مفہوم [illegible] سے یاد کیا ہے۔)
یہ دونوں طاقتیں [illegible] آسمان کے اطراف میں نکل جانے کی کوشش [illegible] کریں گی یعنی کائنات عالم کی [illegible] نکلنے کی کوشش کریں گی۔ [illegible] یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔ اے جن وانس کے گروہ اگر تم میں طاقت ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے نکل بھاگو (اور بلند آسمانی سیاروں تک پہنچو) تو نکل کر دکھاؤ۔ تم سلطان کے بغیر ہرگز نہیں نکل سکتے۔

اس آیت قرآنی میں کئی الفاظ قابل غور ہیں ایک لفظ اقطار ہے جو قطر کی جمع ہے۔ جس کے معنی ہیں گول کُروں کا دل یعنی موٹائی جیسے ہماری زمین کا قطر آٹھ ہزار میل اور محیط پچیس ہزار میل ہے۔

دوسرا لفظ نفوذ ہے جس کا مطلب ہے ایک چیز کی کشش سے نکل کر دوسری چیز کی کشش میں پہنچ جانا۔

ایک لفظ سلطان ہے جس کے معنی زبردست طاقت، انتہائی تیزی اور پوری قدرت کے ہیں یہ لفظ بہت ہی غور کے قابل ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ انسان ایک کرّے سے نکل کر دوسرے کرّے میں نہ جا سکیں گے مگر سلطان کے ذریعہ یہ لفظ استعمال کر کے قرآن مجید کائنات عالم کے ایک کرّے سے نکل کر دوسرے کرّے میں جانے کے امکان کو تسلیم کرتا ہے۔ لیکن لفظ سلطان سے اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب تک تمام ضروری شرائط اور قوانین کو دریافت کر کے خلائی سائنس پر پوری قدرت اور طاقت کے ساتھ حاوی نہ ہوں گے تب تک اس مہم میں کامیابی نہ ہو سکے گی۔ یہ راکٹ جو خلا میں بھیجے جاتے ہیں ہزاروں ہزار پرزوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ زمین پر بیٹھ کر سائنسدان ان راکٹوں کی رہنمائی کرتے ہیں اور اگر ایک سیکنڈ کا بھی فرق پڑ جائے اور ذرا سی خرابی پیدا ہو جائے تو تباہی یقینی ہے۔

چاند پر بیشک انسان نے اپنے قدم رکھ دیئے ہیں لیکن چاند پر انسان کا یا انسان کی بنائی ہوئی مشین کا پہنچ جانا اور وہاں سے کچھ تصویریں، وہاں کی مٹی کنکر اور چٹانیں لے آنا خلائی سفر کی کامیابی کی بالکل ابتداء ہے۔ چاند ہماری زمین سے اڑھائی اور تین لاکھ میل کے درمیانی فاصلے پر ہے۔ وہاں پہنچنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ ہم اس خلائی سفر کی دہلیز تک پہنچے ہیں۔ دہلیز کو بھی پار نہیں کیا۔ کئی سیارے تو اس زمین سے کروڑوں اربوں اور کھربوں میل پر واقع ہیں۔ ہماری زمین سورج کے گرد گھومتی ہے جو نو کروڑ تیس لاکھ میل کی دوری پر ہے۔ اس سورج کے گرد گھومنے والا آخری سیارہ پلوٹو ہے جو سورج سے تین ارب سترکھ کروڑ کی دوری پر ہے۔ اور ہماری زمین سے تین ارب ستاون کروڑ ستر لاکھ میل دور ہے اور ہمارے نظام شمسی سے باہر نزدیک ترین ستارہ ہماری زمین سے سورج کی نسبت تیس لاکھ گنا فاصلے پر ہے۔ یعنی ۲۷۹ کھرب میل کی دوری پر۔ یہ نزدیک ترین ستارے کا حال ہے۔ اس سے کروڑوں اربوں اور کھربوں گنا پرے دوسرے ستارے ہیں جو کھربوں کی تعداد میں ہیں۔ ان حالات میں اگر ہم چاند پر پہنچ کر وہاں سے کچھ پتھر وغیرہ حاصل کر کے کہیں کہ ہم نے کوئی بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی ہے تو یہ غلط بات ہے جیسا کہ میں نے اوپر لکھا ہے ہم صرف دہلیز تک پہنچے ہیں اور اس دہلیز سے آگے جانے کے لئے بہت بڑی سلطان اور طاقت کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی اپنے نظام شمسی سے باہر جانے کی بات تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے

مذکورہ آیت کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ۔ ترجمہ:۔ تم پر آگ کا شعلہ گرایا جائے گا اور تانبا بھی گرایا جائے گا۔ پس تم ہرگز غالب نہیں آ سکتے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ قومیں مختلف کرّوں میں جانے کے لئے کوشاں ہوں گی تو باہم جنگ میں مبتلا ہو جائیں گی۔ اور ایک دوسرے پر بموں سے حملہ آور ہوں گی۔ اور اس طرح اپنے اس مقصد میں کہ بلند آسمانی سیاروں تک پہنچیں کامیاب نہ ہو سکیں گی۔ بلکہ خود ہی تباہ و برباد ہو جائیں گی۔

سیدنا حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی خبر دی ہے کہ یہ قومیں اپنے انتہائی عروج کے بعد باہم جنگ و جدال میں مبتلا ہو کر کمزور ہو جائیں گی۔ اور ہلاک و تباہ ہو جائیں گی۔

سائنس کی موجودہ ترقی کے ساتھ انسان نے اپنی روحانی ترقی سے منہ موڑا ہوا ہے اور یہ امر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان خبروں کے ساتھ بتایا تھا کہ روحانی لحاظ سے لوگ بہت کمزور ہو جائیں گے حتیٰ کہ خدا تعالیٰ سے ان کا تعلق ٹوٹ چکا ہوگا۔ چنانچہ سائنس کی موجودہ زبردست ترقی کے بعد انسان مادہ پرستی سے متاثر ہو کر خدائی وجود سے ہی منکر ہو گیا ہے پیشگوئیوں کے مطابق تو اب ان اقوام کی تباہی کا وقت قریب آ رہا ہے۔ چنانچہ دو عظیم الشان جنگوں کے بعد اب تیسری ہولناک تباہی ہمارے سر پر کھڑی ہے۔ اور خدائی نوشتوں کے مطابق وہ دن قریب آ رہے ہیں جب زمین تہ و بالا کر دی جائے گی۔ اور آسمان بھی آگ برسائے گا۔ اور اس ہولناک تباہی سے بچنے والے خدا پر ایمان لائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی توحید دنیا میں پھیلے گی۔ انشاء اللہ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ایڈیٹوریل بقیہ صفحہ ۳

روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کی اپنی طاقت ایسا ضعیف کر دے کہ کالعدم کر دیوے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۴ و ۲۵۵ حاشیہ)

الغرض اس قسم کے پُرشوکت اور پُراز یقین اعلانات کے ساتھ آپؑ نے اپنا کام شروع کیا۔ خدا تعالیٰ نے قدم قدم پر اپنی غیر معمولی نصرت و تائید سے نوازا۔ جب آپ کو خدا تعالیٰ سے آخری بلاوا آیا تو دنیا نے اس بات کا صاف اقرار کیا کہ آپؑ اسلام کی طرف سے ایک فتح نصیب جرنیل تھے اور حمایت اسلام کے سلسلہ میں آپؑ کی مساعی بے نظیر تھیں جیسا کہ اخبار وکیل امرتسر نے لکھا:۔

"مرزا غلام احمد قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے۔ ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو، ہاں تعلیم یافتہ روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے"

* *

آپؑ کی وفات کے بعد یہ سلسلہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا اور یہ آواز پہلے ہندوستان میں بلند ہوئی۔ اور وہاں سے نکل کر جلدی ہی دور دراز ممالک میں بھی گونجنے لگی اور اکناف عالم میں ایسے ہزاروں ہزار عقیدت مند پیدا ہوئے جو آپؑ کی لائی ہوئی تعلیمات کو دل و جان سے قبول کر کے اور آپؑ کے احکام کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں اور اب صورت حالی یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کو ایسی بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو چکی ہے کہ جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا یہ صرف جماعتی پروپیگنڈا نہیں بلکہ ثابت شدہ حقائق ہیں۔ ان ملکوں میں جانے والے ذاتی طور پر اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی سال ماہ اپریل میں جب جماعت احمدیہ کے امام عالی مقام (جنہیں مقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے پوتا ہونے کا بھی شرف حاصل ہے اور آپؑ کے تیسرے خلیفہ اور جانشین بھی ہیں۔) نے اسی سال ماہ اپریل میں مغربی افریقہ کے چھ ملکوں کا دورہ کیا تو وہاں ہزار ہزار افریقن احمدیوں کو بھی ملاقات کا شرف بخشا۔ براعظم افریقہ جو کسی زمانہ میں تاریک براعظم کہلاتا تھا اب اسلام و احمدیت کے نور سے منور ہو چکا ہے۔ اور احمدیت کی بدولت افریقی باشندوں میں ایک نئی حرکت پیدا ہو چکی ہے جو ان کے روشن مستقبل کی آئینہ دار ہے۔ اس پُر رونق بہار کے دور کی شروعات ہیں جو مستقبل قریب اپنے دامن میں لئے ہوئے چلا آ رہا ہے!!

فالحمد للہ علی ذالک

سلسلہ عالیہ احمدیہ ..... بقیہ صفحہ ۱۸

ہے وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

چنانچہ حضورؑ نے ۸۰ سے زاید ایسی بے نظیر کتب اردو عربی فارسی میں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے بہت سی کتب کے ساتھ انعامی چیلنج ہیں جن میں نہایت کامیاب طور پر شرق و غرب، عرب و عجم بلکہ روئے زمین کے تمام لوگوں پر اتمام حجت کا سامان موجود ہے۔ ان چیلنجوں کو توڑنے کی نہ آج تک کسی مخالف کو ہمت ہوئی ہے نہ کبھی آئندہ ہو سکے گی۔ انشاء اللہ

(د۔۷) اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنا

ستر اسّی سال قبل کے زمانہ میں جب کہ لوگ اسلام پر مرثیے لکھ کر سوگوار بیٹھے تھے حضورؑ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر فرمایا کہ:۔

"اے مسلمانو اگر تم سچے دل سے حضرت خداوند تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہو اور نصرت الٰہی کے منتظر ہو تو یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت آگیا" (ازالہ اوہام صفحہ ۲)

چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق آپ سے کام لیا۔ آپؑ اکیلے اور بے یار و مددگار تھے تمام اقوام نے آپؑ کی مخالفت کی مگر اللہ تعالیٰ نے قدم قدم پر آپ کی نصرت فرمائی اور روز بروز فرما رہا ہے۔ الحمد للہ

جماعتِ احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کا قیام
اور
ہماری ذمہ داریاں

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

وعدۂ الٰہی

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے اُمّت محمدیہ سے اپنا یہ دائمی وعدہ بیان فرمایا ہے کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ط یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ط وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ہ
(سورۂ نور ع)

یعنی اللہ تعالےٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال اعمال کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین ان کے لئے اس نے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی کو میرا شریک قرار نہیں دیں گے۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار پائیں گے

چنانچہ اس وعدۂ الٰہی کے مطابق حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور آپؓ کے بعد دیگر خلفاءِ راشدین منصبِ خلافت پر فائز ہوئے اور خلافتِ راشدہ کے بعد بھی اگرچہ خلافت جاری رہی جو مسلمانوں کے لئے پھر بھی ایک اجتماعیت کا باعث بنی ہوئی تھی۔ مگر ۶۵۶ھ میں جب ہلاکو نے بغداد کو تاخت و تاراج کر دیا تو یہ خلافت بھی ظاہراً ختم ہو گئی۔ اور پھر ایک رسمی خلافت کا سلسلہ چلتا رہا جو بالآخر پہلی جنگِ عظیم میں اتحادیوں کے ذریعہ ترکی کی حکومت کا تختہ اُلٹنے کے نتیجہ میں سلطان عبدالحمید خلیفۃ المسلمین کا رسمی وجود بھی ختم ہو گیا۔ اور یہ سب اس لئے ہُوا کہ مسلمانوں نے ان شرائط کا پاس نہ کیا جو خلافت کے وعدۂ الٰہی میں مذکور ہیں اور یہ بھی دراصل حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہی ہُوا۔

آنحضرت صلعم کی پیشگوئی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرما دیا ہُوا تھا کہ میرے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام ہوگا۔ پھر اس دور کے بعد مُلکاً عاضاً اور اس کے بعد ملکاً جبریہ کا دور ہوگا۔ یعنی جابر حکمران ہوں گے۔ پھر آخرکار خلافت علیٰ منہاج نبوت کا دوبارہ قیام ہوگا۔ (ملاحظہ ہو مشکوٰۃ مجتبائی صہ ۴۶۱ کتاب الفتن)

دورِ تجدید

تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی کس قدر حیرت انگیز طور پر پوری ہوئی اور اسی پیشگوئی کے مطابق دوبارہ ملتِ اسلامیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ شروع ہُوا جبکہ دینِ اسلام کے احیاء و تجدید اور قیامِ شریعت کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں امتی نبی بنایا اور آپؑ نے اپنے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کے اجراء کے بارے میں یہ پیشگوئی فرمائی کہ:۔

"غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت میں ہُوا جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہ رضؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد ہم پھر ان کے پاؤں جما دیں گے ...... سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جاویں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔"

(الوصیت صہ ۵-۶)

یہ عجیب بات ہے کہ بعض لوگ آیت استخلاف، جس کا ابتداء مضمون میں ذکر کیا گیا ہے صرف یہی مقصد بیان کرتے ہیں کہ اس میں خلافتِ قومی کا ذکر ہے نہ کہ خلافتِ شخصی کا۔ حالانکہ اگر صرف خلافتِ قومی ہی مراد ہوتی تو پھر وہ تحصیلِ حاصل ہے جس کو ایک معمولی دماغ والا بھی سمجھ سکتا ہے اور پھر یہ امر بھی قابلِ لحاظ ہے کہ آیت مذکورہ میں لفظ "کَمَا" تشبیہ پر دلالت کر رہا ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالےٰ نے گزشتہ قوموں میں سلسلۂ خلافت جاری فرمایا ہے اسی طرح کا یہاں بھی سلسلہ جاری ہوگا اور یہ بات ظاہر ہے کہ پچھلی قوموں میں دونوں قسم کی خلافتیں ہوئی ہیں قومی بھی اور شخصی بھی پس اس کے مطابق امتِ محمدیہ میں بھی شخصی خلافت قائم ہوئی اور اس کی نشأۃ ثانیہ کے دور میں بھی اسی وعدۂ الٰہی کے مطابق بالاتفاق جماعت احمدیہ میں [illegible] کا قیام ہُوا۔

جماعتِ احمدیہ میں خلافت کا قیام

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہُوا اور ۲۷ مئی کو آپؑ کی نعشِ مبارک کے پاس بارہ سو احمدی احباب جمع تھے ان سب کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضؓ نے مندرجہ ذیل تحریر پڑھ کر سنائی:۔

"الحمد للّٰہ۔ مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدقِ دل سے متفق ہیں کہ اوّل المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقی ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اُسوۂ حسنہ قرار فرما چکے ہیں جیسا کہ آپؑ کا شعر ہے
چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر یک پُر از نورِ یقیں بودے
سے ظاہر ہے کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں۔ اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا"

اس تحریر پر [illegible] سے احباب کے دستخط موجود تھے جن کے نام بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ کالم ۲ پر لکھے ہیں۔

جب حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ یہ تحریر سنا چکے تو حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ نے ایک درد انگیز تقریر فرمائی جس میں آپؓ نے اس امر کا اظہار فرمایا کہ میں امام بننے کا خواہشمند نہیں اور نہ ظاہرداری کا۔ آپؓ نے اپنی پچھلی زندگی کو بطور مثال پیش فرماتے ہوئے بیعت کی اہمیت واضح فرمائی اور فرمایا کہ میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں ــــ حضرت خلیفہ اوّلؓ کی اس تقریر پر

سب احباب نے یکزبان ہو کر کہا کہ آپ ہمارے امیر ہیں اور ہمارے مسیح کے جانشین ہیں۔ چنانچہ بارہ سو احباب نے اس موقع پر حضرت خلیفہ اول رضی کی بیعت کی۔

اس کے بعد ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء کو الحکم کا ایک غیر معمولی پرچہ شائع کیا گیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے انتخاب کی اطلاع خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سیکرٹری انجمن احمدیہ کی طرف سے مندرجہ ذیل الفاظ میں شائع ہوئی:-

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقربا حضرت مسیح موعود باجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی، والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی..... حضرت قبلہ حکیم الامت سلمہ مندرجہ بالا جماعتوں کے احباب اور دیگر کل حاضرین نے جن کی تعداد اوپر دی گئی ہے بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا۔ یہ خط بطور اطلاع کل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حکیم الامت خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذات خود یا بذریعہ تحریر بیعت کر لیں"

(ضمیمہ الحکم ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء و بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

خلافت ثانیہ اور منکرین خلافت

پس جماعت کا سب سے پہلا اجماع خلافت علیٰ منہاج نبوت پر ہوا۔ اور حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی خلیفۃ المسیح اول قرار پائے اور جب ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفہ اول کا وصال ہوا تو جماعت کا ایک طبقہ مولوی محمد علی صاحب کی سرکردگی میں سرے سے خلافت شخصی کا ہی منکر ہو گیا اور لاہور جا کر اپنی ایک الگ انجمن "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کے نام سے قائم کر لی۔ حالانکہ خود ان لوگوں نے خلافت اولیٰ کو قبول کیا تھا۔ چونکہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے وقتاً فوقتاً خلافت کی اہمیت اور مقام واضح فرما دیا ہوا تھا اس لئے جماعت کا ایک بڑا حصہ اس طبقہ کی ریشہ دوانیوں اور فتنہ سے محفوظ ہو گیا۔ اور ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی خلیفۃ المسیح الثانی منتخب ہوئے اور بفضلہ تعالیٰ جماعت کی اکثریت خلافت کے جھنڈے تلے جمع ہو گئی۔ اور منکرین خلافت کے سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ اور وہ لوگ جو ابتداء میں مبایعین کو اس لئے حق پر نہیں سمجھتے تھے کہ ان کی تعداد بہت کم ہے اور کہتے تھے کہ "ابھی مشکل قوم کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے" (پیغام صلح ۵ مئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۱ کالم ۳) جب مبایعین کے بالمقابل بُری طرح ناکام ہو گئے۔ اور اپنی توقعات کے برخلاف خود کو اقلیت میں محسوس کیا تو یہ کہنے لگ گئے کہ "کثرت کوئی چیز نہیں" (پیغام صلح ۱۴ جنوری ۱۹۴۵ء) حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی موجود ہے جس کو "پیغام صلح" اپنے پہلے صفحہ پر ہمیشہ شائع کرتا ہے کہ

"میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا.... اور ان میں کثرت بخشوں گا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

غیر مبایعین یا منکرین خلافت کا خلافت سے انکار چونکہ فطرت کے خلاف تھا اس لئے ان کو اس خلاء کے پُر کرنے کے لئے ایک امارت کا سہارا لینا پڑا جس سے سیادت کی بُو آتی ہے۔ اور اس سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ منکرین خلافت نے اقتدار کے حصول کی خاطر ہی جماعت میں فتنہ کا بیج بویا اور ہمیشہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کے خلاف صف آرا رہے۔ لیکن باوجود اپنی تمام تر جد وجہد اور ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے وہ خلافت احمدیہ میں رخنہ پیدا نہ کر سکے اور نہ قیامت تک اس کے بالمقابل کامیاب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ خلیفہ تو خدا بناتا ہے اور جس کو خدا خلیفہ بناتا ہے اس کو دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی۔

خلافت ثالثہ کا پُرامن انتخاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منکرین خلافت کے پیدا کردہ تفرقہ اور فتنہ نیز دشمنوں کی موہوم امیدوں کو دیکھ کر اس ابتلاء کا مردانہ وار اولوالعزمی کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے نہایت پُرشوکت الفاظ میں فرمایا تھا کہ:-

"اس وقت دشمن خوش ہے کہ احمدیوں میں تفرقہ پڑ گیا ہے اور یہ جلد تباہ ہو جائیں گے اور اس وقت ہمارے ساتھ زلزلوا زلزالاً شدیداً والا معاملہ ہے۔ یہ ایک آخری ابتلاء ہے جیسے کہ احزاب کے موقعہ پر۔ پھر دشمن میں یہ جرأت نہ تھی کہ مسلمانوں پر حملہ کرے۔ ایسے ہی ہم پر یہ آخری موقع اور دشمن کا (آخری) حملہ ہے خدا تعالیٰ نے چاہا ہے ہم کامیاب ہوں تو پھر دشمن ہم پر حملہ نہ کرے گا۔"

یہ آخری ابتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں محفوظ رکھے۔ دشمن کو پھر کبھی خوشی کا موقع نہ ملے گا۔"

(الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو مورخہ ۸ نومبر ۱۹۶۵ء بروز دوشنبہ قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انتخاب بطور جماعت کے تیسرے خلیفہ کے نہایت پُرامن طریق پر ہوا فالحمد للہ علیٰ ذالک

خلافت ثالثہ کے انتخاب کے موقع پر کچھ منکرین خلافت بھی اپنی موہوم تمنائیں لئے کرائے تھے کہ شاید جماعت میں کچھ انتشار پیدا ہو تو اس کا لطف لے سکیں۔ لیکن ان کی زبان حال سے غالب کا یہ شعر نکل رہا تھا ؎

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشہ نہ ہوا

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ سے خلافت علیٰ منہاج نبوت کا ایسا استحکام فرمایا ہے اور جماعت کو اپنے مضبوط نظام سے منسلک کر دیا ہے کہ انشاء اللہ قدرت ثانیہ جماعت احمدیہ میں قیامت تک منقطع نہیں ہو گی۔ اور اسی خلافت علیٰ منہاج نبوت کے ذریعہ ہی آئندہ اسلام کی تمام ترقیات وابستہ ہیں۔ اور جماعت احمدیہ بھی خلافت کی برکات ہی کی وجہ سے ترقی کی طرف اپنا قدم تیز سے تیز تر اٹھاتی چلی جا رہی ہے۔ اور جس کے طفیل صحیح مرکزیت اور شیرازہ بندی اور اجتماعیت قائم ہوئی۔ جس کی فی زمانہ مسلمانوں کو اشد ضرورت ہے اور جس کا اظہار مختلف اخبارات و رسائل میں ہوتا رہتا ہے۔

عام مسلمانوں کی حسرت

چنانچہ اہل سنت کا رسالہ "جد و جہد" لاہور اپنی اشاعت مجریہ دسمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۲ میں عام مسلمانوں کی لامرکزیت اور پراگندگی کا دکھی دل سے ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے

"آج کل صرف اسماعیلی فرقہ اور احمدیہ جماعت دو ایسے فرقے ہیں جو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے اصول پر چل رہے ہیں۔ کیا باقی مسلمان جو اکثریت میں ہیں اور تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ایک خلافت اسلامیہ قائم نہیں کر سکتے؟"

علامہ اقبال نے اپنی اس آرزو کا یوں ذکر کیا ہے ؎

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

اور لاہور ہی کے اخبار تنظیم اہلحدیث کے ایڈیٹر صاحب کس تڑپ اور درد کے ساتھ رقمطراز ہیں کہ:-

"اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں ایک دفعہ بھی خلافت علیٰ منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے۔ اور روٹھا ہوا خدا پھر سے من جائے۔ اور بھنور میں گھری ہوئی ملت اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اس کے نرغہ سے نکل کر ساحل عافیت سے ہمکنار ہو جائے۔ ورنہ قیامت میں ہم سب سے خدا پوچھے گا کہ دنیا میں تم نے ہر ایک اقتدار کے لئے زمین ہموار کی، کیا اسلام کے غلبہ اور قرآن حکیم کے اقتدار کے لئے بھی کچھ کیا۔؟"

(تنظیم اہلحدیث لاہور ۱۲ ستمبر ۱۹۶۹ء)

پس ہم اپنے ان مسلمان بھائیوں سے یہی درخواست کرتے ہیں کہ بھائیو! آؤ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے غلبہ اسلام اور مسلمانوں کے خوف کو امن سے بدل ڈالنے کے لئے اپنی تقدیر جاری فرما دی ہے اور خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام فرما دیا ہے اس حبل اللہ اور مضبوط کڑے کو مضبوطی سے تھام لو کہ یہی تمہاری ترقی و کامیابی کی راہ ہے۔

ہماری ذمہ داریاں

جب اللہ تعالیٰ نے خلافت جیسی عظیم الشان نعمت سے ہم کو نوازا ہے تو ہم پر اس سلسلہ میں بہت سی ذمہ داریاں بھی عاید ہوتی ہیں کہ ہم احکام خداوندی کو پورے طور پر بجا لائیں۔ خلافت کے مقام اور مرتبہ کو اچھی طرح اپنے اور اپنی نسلوں کے ذہنوں میں راسخ کریں۔ خدا تعالیٰ کی اس نعمت پر سجدات شکر بجا لا کر اس کے ہمیشہ قائم رہنے کی دعا کرتے رہیں اور قرون اولیٰ کی تاریخ کا مطالعہ کر کے اس سے سبق حاصل کریں۔ اور ہر اس فتنہ اور ریشہ دوانی سے ہوشیار رہیں۔ جو معاندین اور منکرین خلافت کی طرف سے پیدا کی جاتی ہے۔ اور اسی طرح خلافت سے وابستہ رہ کر خلیفہ وقت کی پوری اطاعت و فرمانبرداری کی روح اپنے اندر ہمیشہ تازہ رکھیں۔ اور اپنی ہی اولاد میں بھی نسلاً بعد نسل یہی روح برقرار رکھیں کیونکہ اسی میں ہماری ترقی کا راز مضمر ہے۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ

جماعتِ احمدیہ کا اثر و نفوذ

چند ٹھوس اور ناقابلِ تردید حقائق کا بیان

خورشید احمد انور

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت

ایک دائمی اور عالمگیر مذہب ہونے کے ناطے اسلام کے لئے مقدر تھا کہ اس کے ہمہ گیر پیغام سے اولین و آخرین سب یکساں طور پر بہرہ اندوز ہوں تاکہ وہ نور جو مکہ کی گمنام وغیر معروف وادی سے طلوع ہوا، تمام اکنافِ عالم کی ظلمتوں کو کافور کر دے۔ اور گم کردہ راہ انسانیت کو ہدایت و روحانیت کی ضیا باریوں سے منور کر دے۔ چنانچہ جہاں اس سر چشمۂ روحانیت سے عرب کے بادیہ نشینوں کے لب تشنہ کام سب سے پہلے سیراب ہوئے وہاں برِ اعظم افریقہ کے بادیہ پیماؤں اور ہند و فارس کے فرزانوں نے بھی معاً بعد اس سے اپنی روحانی پیاس بجھائی۔ ہاں سرزمینِ یاجوج و ماجوج اور دنیائے جدید ابھی تک اس سرچشمۂ رحمت سے بیگانہ وحشتِ شرک و الحاد کی تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی جس کی روحانی سیرابی کے لئے اللہ تعالیٰ نے موجودہ زمانہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بروزِ کامل حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود اور مہدی مسعود بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپؑ اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں"

(الوصیت صفحہ ۱۰)

شدید مخالفت اور عظیم کامیابی

تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی کسی مامور اور مرسلِ ربانی نے جادۂ روحانیت سے بے بہرہ مخلوق کو صراطِ مستقیم کی طرف دعوت دی حق وصداقت کے دشمن اور ظلمت و تاریکی کے فرزند اس کے خلاف صف آرا ہو گئے۔ پھر اس زمانہ میں کیونکر ممکن تھا کہ انبیائے سابقہ کی یہ سنت نہ دوہرائی جاتی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس آواز پر بھی مخالفت کا ایک شدید طوفان اٹھا۔ مگر آپؑ کو چونکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان و یقین کے بلند ترین مقام پر فائز فرمایا تھا اس لئے آپؑ نے تحدی کے ساتھ فرمایا کہ :-

"میں وہ درخت ہوں جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ اے لوگو! تم یقیناً یہ سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخری وقت تک مجھ سے وفا کرے گا .... پس اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو ...... خدا سے مت لڑو۔ یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰)

چنانچہ مخالفت کی ان تمام تر یورشوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اپنے مقاصد میں ایسی عظیم الشان اور نمایاں کامیابی سے سرفراز فرمایا کہ اسلام و احمدیت کے اشد ترین معاندین کو بھی یہ اعتراف کرنا پڑا کہ

"اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ (حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ ناقل) اپنی زندگی میں ہر مکتبِ فکر کے ملاؤں کی شدید مخالفت کے باوجود اپنے مقصد میں کامیاب رہے اور اپنے پیچھے ایک بڑی فعال و جاں نثار جماعت دنیا میں چھوڑ گئے"

(مسیحی رسالہ ھما جلپور اکتوبر ۶۵ء صفحہ ۱۳)

قیامِ جماعتِ احمدیہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقاصد میں سے دو اہم مقصد احیاءِ دین اور کسرِ صلیب تھے۔ ان ہر دو مقاصد کو بتمام و کمال پایۂ تکمیل تک پہنچانے اور تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے کام کو مستقل و مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے حضورؑ نے جو کچھ اس اور مفید کارنامے سر انجام دئے ان میں سب سے زیادہ اہمیت و امتیاز کا حامل ایک ایسی فعال اور منظم جماعت کا قیام ہے جو آج اکنافِ عالم میں تبلیغ و اشاعتِ دین کی عظیم الشان مہم سر کرنے میں ہمہ تن مصروف ہے۔ حضورؑ اس جماعت کے قیام کا مقصد واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :-

"یہ سلسلۂ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے۔ تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر نیک اثر ڈالے۔ اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو۔ اور وہ بہ برکتِ کلمۂ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آ سکیں۔"

(اشتہار ۴ مارچ ۱۸۸۹ء)

ایک مختصر ترین عرصہ کے دوران اللہ تعالیٰ نے خدمت و اشاعتِ اسلام کے تئیں اس قلیل تعداد اور کم مایہ جماعت کی حقیر مساعی کو کس قدر نوازا اور دنیائے جدید اس کی خدماتِ دینیہ سے کس رنگ میں متاثر ہوئی ہے اس کا اجمالی ذکر کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دیگر فرقہ ہائے اسلامیہ کی تبلیغ و اشاعتِ دین کے تئیں موجودہ بے اعتنائی کا ذکر بھی کر دیا جائے تاکہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا موازنہ کرنے میں آسانی ہو۔

علمائے دین اور تبلیغِ اسلام

مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن امریکہ کی رپورٹ جو ۱۹۶۶ء میں شائع ہوئی میں دئے گئے اعداد و شمار کے مطابق آزاد مسلم ریاستوں بشمول آزاد اسلامی ممالک اور غیر اسلامی ممالک میں آباد مسلمانوں کی مجموعی تعداد ۶۵ کروڑ نوے لاکھ بتائی گئی ہے۔ گویا دنیا کی کل آبادی کا ۱/۴ حصہ مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ ایک طرف یہ بھاری جمعیت ہے اور دوسری طرف علمائے اسلام کو اس اہم ضرورت کا احساس بھی ہے کہ :-

"تبلیغِ اسلام کا کام اس وقت تمام کاموں پر مقدم ہے"

(اقبال نامہ حصہ اول صفحہ ۲۰۹)

مگر عملی طور پر ان کی جانب سے جو قابلِ ذکر خدماتِ دینیہ انجام دی جا رہی ہیں ملاحظہ فرمائیے لاہور کا موقر اخبار چٹان اپنی ۲۵ فروری ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے :-

"اسلام کے پیرووں کا یہ عالم ہے کہ گمراہیوں اور تقلیدوں کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں اور پیشواؤں کی یہ حالت ہے کہ انحطاطِ فکر اور پستیٔ نظر کا شکار ہو کر امتِ مسلمہ کے لئے عذابِ الٰہی بن گئے ہیں۔"

اسی طرح ماہنامہ جدوجہد لاہور علماءِ امت کی گرانقدر خدماتِ دینیہ کا نقشہ کچھ اس طور سے کھینچتا ہے :-

"جہاں تک بیرونی ممالک میں تبلیغ کا تعلق ہے اس میں علماء کا حصہ صفر ہے۔ اور جس قدر وہ تبلیغ اندرونِ خانہ کر رہے ہیں اس سے روز بروز قوم میں انتشار بڑھتا چلا جا رہا ہے"

(اپریل ۶۲ء صفحہ ۱۰)

جماعتِ احمدیہ کی مالی قربانیاں

اکنافِ عالم میں تبلیغ و اشاعتِ دین کے کام کو فروغ دینے کے لئے کس قدر اخراجات کی ضرورت ہے ماہنامہ جدوجہد کا ہی اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتا ہے :-

"یہ کام اس وقت تک نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا جب تک اسے مضبوط بنیادوں پر نہ اٹھایا جائے اور اس مقدس کام میں مسلم سرمایہ داروں اور اسلامی حکومتوں کا تعاون حاصل نہ کیا جائے بلکہ ہمارے خیال میں یہ کام ہے ہی اسلامی حکومتوں کے کرنے کا۔"

(ماہنامہ جدوجہد اپریل ۶۲ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اہم ضرورت کو محسوس کیا اور اپنی جماعت کے سامنے اس رنگ میں قربانیوں کا مطالبہ رکھا کہ :-

"اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا ... یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔"

(فتح اسلام صفحہ ۱۵)

چنانچہ اپنے آقا و مطاع کی آواز پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے جماعت کے مخلصین افراد نے جس طور سے اپنے آپ کو پیش کیا اور خلوص و ایثار کا جو بے مثال نمونہ دکھایا اس کا ایک سرسری اندازہ شدید ترین معاندِ احمدیت اخبار المنبر کے درج ذیل اقتباس سے ہو سکتا ہے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے کہ :-

"تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کے کام کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنسدان وارد آتے ہیں اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے عظیم ترین ہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا ۱۹۵۵ - ۵۶ء کا بجٹ پچیس لاکھ روپیہ کا ہو۔ (جب کہ بفضلہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کا موجودہ سالانہ بجٹ ایک کروڑ روپے سے بھی تجاوز کر چکا ہے۔ ناقل)

(المنبر ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء)

اسی طرح شیعہ رسالہ "معارف اسلام" لاہور تبلیغ و اشاعت اسلام کی غرض سے جماعت احمدیہ کی طرف سے کی جانے والی عدیم المثال مالی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے:-

"آپ نے اخبارات میں پڑھا ہے کہ حکومت نے جماعت قادیان کو افریقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے ۶۵-۱۹۶۴ء میں تقریباً بارہ لاکھ روپیہ زرمبادلہ دیا ہے گویا سالانہ دو لاکھ روپیہ یعنی تقریباً سترہ ہزار روپے ماہوار جو قوم ایک جگہ کی تبلیغ کے لئے اتنا روپیہ خرچ کرتی ہے وہ دنیا کے اور مقامات کے لئے کتنا روپیہ خرچ کرتی ہوگی؟ ... کیا شیعہ صاحبان نے بھی کبھی تبلیغ اسلام کا خیال کیا؟"

(معارف اسلام نومبر ۱۹۶۵ء)

جماعت احمدیہ کا اثر عالم اسلامی پر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا ایک مقصد، جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے خود مسلمانوں کی اصلاح اور دین متین کا احیاء و تجدید تھا۔ اسلام جس نے عرب جیسی وحشی قوم میں ایک عظیم الشان روحانی اور اخلاقی پیدا کر دیا چودھویں صدی کے آغاز میں ایک نہایت ہی نازک اور آزمائشی دور سے گزر رہا تھا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں دیگر مذاہب کو دعوت اسلام دی وہاں مسلمانوں کو بھی ان کی خواب غفلت سے بیدار کیا اور ان غلط خیالات و نظریات کی اصلاح فرمائی جو مسلمانوں کے ذہنوں میں جاگزیں ہو چکے تھے۔ آپ کے اس عظیم الشان کارنامے کا جہاں سنجیدہ طبقہ نے خوشگوار اثر قبول کیا وہاں آپ کی شان میں گستاخی بھی کی جانے لگی۔ بے شمار فتاوے تکذیب صادر ہوئے حتیٰ کہ آپ کے خلاف کفر کا فتوے بھی لگایا گیا گو مخالفت اب بھی جاری ہے مگر اس میں پہلی سی شدت نہیں

آج مسلمانوں کا سنجیدہ اور عقلمند طبقہ جماعت احمدیہ کو کس زاویۂ نگاہ سے دیکھ رہا ہے ملاحظہ فرمائیے ڈاکٹر اقبال اسلامی جماعتوں کے معیار اخلاق و روحانیت کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"ہندوستان میں مسلمانوں کی عمرانی رفتار کو بہ نگاہ غور دیکھنے سے اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے جو قوم کے اخلاقی تجزیہ کے مختلف خطوط کا نقطۂ اتصال ہے۔ پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔"

(ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر ۱۸)

اسی طرح علامہ نیاز فتحپوری مرحوم جماعت احمدیہ کے تئیں اپنے خیالات کا اظہار بایں الفاظ کرتے ہیں کہ:-

"جس حد تک ذاتی عقاید کا تعلق ہے مجھے شیعی، سنی، خارجی، احمدی اہل قرآن، اہل حدیث، مقلدین و غیر مقلدین سب سے اختلاف ہے۔ کسی سے کم کسی سے زیادہ لیکن میں ان سب کو مسلمان اور ہیئت اجتماعی کا جزو سمجھتا ہوں۔ ہاں اس سے ہٹ کر جب سوال ترجیح و تفوق کا سامنے آتا ہے تو میں یقیناً یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہوں کہ اس وقت احمدیوں سے زیادہ باعمل و منظم جماعت کوئی دوسری نہیں اور جب تک ان میں تنظیم قائم ہے میں ان کو سب سے بہتر مسلمان کہتا رہوں گا۔"

(رسالہ نگار نومبر ۱۹۶۱ء)

شیخ الازہر علامہ محمود شلتوت سے ایک موقع پر جماعت احمدیہ کے بارے میں ان کے خیالات معلوم کئے گئے تو علامہ موصوف نے نہایت پرجوش لہجہ میں فرمایا:-

"وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ وہ بھی وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو ہم پڑھتے ہیں"

اور جب ان سے پوچھا گیا کہ جماعت احمدیہ کے عقیدہ وفات مسیح کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے تو انہوں نے کہا:-

"میرا بھی یہی پختہ اعتقاد ہے مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ اس سے احمدیوں یا کسی اور عقیدہ کی تائید ہوتی ہے یا نہیں"

(ایسٹ افریقن ٹائمز یکم ستمبر ۱۹۶۳ء)

جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ بیرونی ممالک میں تبلیغ و اشاعت دین کی جو عظیم مہم مقدر کر رکھی تھی اس کی ابتداء ۱۹۱۲ء میں مرکز تثلیث انگلستان سے ہوئی۔ اس کے بعد سے اب تک کے اٹھاون سالہ مختصر سے عرصہ کے دوران اللہ تعالیٰ نے اس پودے کو کس رنگ میں نشوونما بخشی اور پروان چڑھایا اس کا صحیح اندازہ اس کی کارکردگی کا جائزہ لینے سے ہو سکتا ہے جو اس عرصہ میں جماعت احمدیہ نے پیش کی ہے۔

اس وقت برصغیر ہند و پاک کو چھوڑ کر جنوبی امریکہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ، سوئٹزرلینڈ انگلستان، ہالینڈ، ڈنمارک، مغربی جرمنی، اسرائیل مشرقی و مغربی افریقہ، ممالک بحر ہند اور مشرق بعید کے ممالک میں بفضلہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ۱۳۵ نہایت درجہ فعال مرکز شب و روز تبلیغ و اشاعت دین میں سرگرم عمل ہیں۔ جبکہ نئے تبلیغی مراکز کے اجراء کا سلسلہ روز بروز ترقی پذیر ہے۔ جماعت احمدیہ کی شاندار اور ممتاز تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے اخبار "حقیقت" لکھنؤ لکھتا ہے کہ:-

"پھر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کی تبلیغ آج سب سے زیادہ منظم اور وسیع پیمانے پر احمدی جماعت ہی کر رہی ہے۔ وہ جس ڈھنگ سے تبلیغ کر رہے ہیں اس کو پسند کیا جائے یا نہ کیا جائے مگر یہ واقعہ ہے کہ آج صرف یہی جماعت ہے جس نے اپنے آپ کو تبلیغ اسلام کے لئے ہمہ تن وقف کر رکھا ہے۔ جس کا اعتراف نہ کرنا سخت ناانصافی ہے؟"

(حقیقت ۲ جون ۱۹۶۲ء)

تبلیغی اغراض و مقاصد کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو بے انتہا جذبۂ ایثار اور جوش تبلیغ رکھنے والے جو واقفین عطا فرمائے ہیں ان کی روحانی، اخلاقی اور علمی قابلیت کا اعتراف کرتے دہلی کا موقر روزنامہ دعوت "تبلیغ یورپ و افریقہ" کے زیر عنوان یوں رقمطراز ہے کہ

"ہمیں ان احمدی حضرات کو اختلاف کے باوجود داد دینی چاہیئے جو مغربی اور افریقی ممالک میں اپنے طور پر اسلام کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آخر یہ لوگ کرۂ مریخ سے وارد نہیں ہوئے انہوں نے اپنے خاص نظام کے تحت اپنے نظریات و عقاید کی تربیت حاصل کی اور اپنے کردار کو پختہ بنایا۔ اور مذہب کی دولت انہوں نے پائی۔ پھر وہ افریقہ اور دوسرے ممالک میں پہنچے۔ اور ایقان کے سہارے اس کی دکانیں وہاں سجائیں جہاں اس کا نام لینا بھی دوسروں کے لئے باعث شرم ہے" (بحوالہ صدق جدید لکھنؤ ۱۶ جون ۱۹۶۱ء)

خدمت قرآن

صلیبی جنگوں کے بعد کلیسیائی حلقوں کی طرف سے ہر وہ حربہ استعمال کیا جانے لگا جس سے مسیحی اقوام کو اسلام و بانی اسلام صلعم سے متنفر کیا جا سکتا تھا اس مقصد کے پیش نظر قرآن کریم کے ایسے تراجم بھی شائع کئے گئے جن میں اسلام دشمنی اور تعصب کا جذبہ نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

فی الحقیقت یہ تمام تراجم قرآن اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں ایک بہت بڑی روک تھے جس کے ازالہ کے لئے قرآن کریم کے صحیح اور مستند ترجمہ کی از حد ضرورت تھی چنانچہ اس غرض سے حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بابرکت عہد خلافت میں ایک جامع اور وسیع منصوبہ مرتب فرمایا اور لاکھوں روپیہ خرچ کر کے دنیا کی اہم زبانوں میں تراجم قرآن کریم کا کام جاری فرمایا اور الحمد للہ کہ اس وقت تک جرمنی، ڈچ، ڈینش سواحیلی، یوروبا، لوگنڈی، ہندی، گورمکھی اور اردو زبانوں میں جزوی یا کلی طور پر تراجم شائع ہو چکے ہیں جبکہ سپینش، ملائی، پولش پرتگیزی، اٹالین، روسی، انڈونیشی، فجینی چینی اور آسامی زبانوں میں تراجم کا کام قریباً مکمل ہو چکا ہے صرف اشاعت کا کام باقی ہے

قرآن کریم کے تراجم و اشاعت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو جن غیر معمولی خدمات کی انجام دہی کی سعادت سے نوازا ہے اور اہل علم حلقوں میں اس کو کتنی قدر کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے ملاحظہ فرمائیے۔ اخبار صدق جدید "قادیانیوں کا جرم اور ان پر الزام" کی سرخی کے تحت بنگلور کے ایک ایڈووکیٹ جناب اسے جے خلیل صاحب کے مراسلے کا ایک اقتباس نقل کرتا ہے کہ:-

"میں نے صدق جدید مورخہ ۳ نومبر ۱۹۶۱ء صفحہ ۳ پر آپ کا شذرہ پڑھا۔ واقعی یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ جو لوگ احمدی یا قادیانی نہیں ہیں وہ پیام الٰہی کی چار دانگ عالم میں تبلیغ کرنے میں بہت کوتاہ ہیں۔ میں کوئی سولہ برس سے اس فرض فراموشی کا کفارہ ادا کرنے میں کلام الٰہی کا ترجمہ عالمی زبانوں میں کرنے اور اس کی طبع و اشاعت میں مصروف ہوں لیکن خود میرے اوپر قادیانیت کا الزام لگا اور ثبوت میں یہی واقعہ پیش ہوا کہ یہ قرآنی تبلیغ کرتا ہے حالانکہ یہ کام تو صرف قادیانی ہی کرتے رہتے ہیں"

اس اقتباس کو نقل کرنے کے بعد مدیر صدق جدید پورے دلی جذبہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"مبارک ہے وہ دین کا خادم جو تبلیغ و اشاعت قرآن کے جرم میں قادیانی یا احمدی قرار پائے اور نہایت رشک

موجودہ عالمی مسائل کا حل اسلام میں!

از مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی نائب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ ازمنۂ ماضی میں ہوس ملک گیری اکثر و بیشتر جنگ و جدال کا باعث رہی ہے۔ جس سے متعلقہ مسائل پیدا ہوتے رہے لیکن اب حالات نے کچھ اس طرح پلٹا کھایا کہ نو آبادیات تک آزادی کی فضا میں سانس لے رہی ہیں۔ اس کے باوجود اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ آج کے مسائل جداگانہ نوعیت کے ہونے کے علاوہ دنیا کے ہر خطہ کو چین و سکون سے محروم رکھنے کے ذمہ دار ہیں۔ حالانکہ سائنسی تحقیقات و ایجادات اپنے کمال کے انتہائی عروج پر پہنچ چکی ہیں لیکن اس سائنسی انتہائی ترقی کے ساتھ ہی یہ امر بھی بہت افسوس کے ساتھ سامنے آرہا ہے کہ اخلاقی قدریں بڑی تیزی سے مٹ رہی ہیں۔

ایسا ہونا بھی ضروری تھا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ یعنی جو کوئی خدا کے ذکر سے منہ موڑ لیتا ہے ہم اس پر ایک شیطانی خصلت وجود کو مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا ہر وقت کا ساتھی ہو جاتا ہے اور وہ شیاطین ان کو صاف اور سیدھے راستہ سے روکتے رہتے ہیں اور انہیں خوش خیالی میں مگن کر دیتے ہیں کہ وہ بالکل ہی سیدھے راستہ پر چل رہے ہیں۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ زمانہ رواں ایک اور ارشاد خداوندی اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ کے ظہور کا زمانہ ہے۔ اولاد کی عدم تربیت اور صحیح خطوط پر پرورش نہ کئے جانے کے نتیجہ میں آئے دن مدارس سے جو تعلیم و تربیت کے گہوارے ہوا کرتے تھے۔ فتنوں کا آغاز ہو رہا ہے اور مال کا فتنہ تو ساری دنیا کو جہنم کی آگ میں لپیٹ لینے کی تیاری میں مصروف ہے۔ سرمایہ داروں کے مظالم اور استحصال ناجائز نے کمزور اور پچھڑے ہوئے طبقہ میں جو اکثریت پر مشتمل ہے۔ بغاوت کی روح پیدا کر دی ہے جو ہر قسم کے فتنہ و فساد کا باعث ہو رہی ہے اسی کے نتیجہ میں کھلبلی مچی ہوئی ہے ان کا ادعا یہ ہے کہ اس نظام کی بدولت دولتمند مزید دولتمند بنتے جا رہے ہیں اور غریب، غریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ موجودہ نظام سے معدودے چند افراد مستفید ہو رہے ہیں بقیہ لوگ جو انسانوں کے بہت بڑے گروہ پر مشتمل ہیں مزدور، مفلس اور قلاش ہیں اور آجر، اصل دار اور زمیندار کے مرہون منت۔ مزید برآں زمین اور زرعی پیداوار دن بدن گراں ہوتی جا رہی ہے جس کا برا اثر ان ہی مزدوروں پر پڑ رہا ہے۔ ان سارے مضر اثرات سے نجات حاصل کرنے کے تصور سے مختلف تحریکات عالم وجود میں آئیں۔ مثلاً تحریک مزدوران۔ تحریک اشتراکیت، تحریک اشتمالیت، تحریک امداد باہمی وغیرہ۔

مشہور معاشی کارل مارکس نے جو اشتراکیت کا بانی ہے اپنی کتاب سرمایہ داری میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ موجودہ نظام کی خرابی کو دور کرنے کی تدبیر صرف یہ ہے کہ خانگی ملکیت کا خاتمہ کر دیا جائے۔ انفرادی املاک کا طریق بند ہو۔ کل زمین اور اصل سرکاری ملکیت قرار دی جائے اور ان کی آمدنی سرکاری خزانے میں داخل کرا دی جائے۔ اس طرح آجروں، زمینداروں اور اصل داروں کے گروہوں کا نام و نشان بھی نہ رہنے پائے۔ اس کی آخری اور انتہائی صورت وہ ہے جس کو اشتمالیت کہا جاتا ہے اس کا نظریہ یہ ہے کہ موجودہ نظام کی بربادی کے لئے ایک انقلاب کی ضرورت ہے۔ اور سرمایہ داروں سے زبردستی سرمایہ چھین لیا جائے۔ اور ایک فیصلہ کن جنگ ہو جائے۔

اس تحریک اشتراکیت کے خلاف بھی مختلف تحریکیں نمودار ہوئیں مثلاً نازیت جرمنی میں اور فاسطیت اٹلی میں ایک حد تک اشتراکیت کی مخالف تحریکیں تھیں جبکہ خود روس اشتمالی اصولوں کی پوری پوری پابندی نہ کر سکا چنانچہ سنہ ۱۹۲۱ء ہی میں کسانوں سے لگان کا مطالبہ ہونے لگا رفتہ رفتہ کارخانے چلنے شروع ہوئے۔ دوکانیں کھلنے لگیں اور سونے کی کانیں ٹھیکہ پر دی گئیں الغرض خود روس میں اشتمالیت کا یہ حال ہوا اور باہر بھی اس کی مخالفت جاری ہے لیکن پھر بھی تحریک مزدوران تحریک، اشتمالیت اور تحریک امداد باہمی کا بہت کچھ اثر نظام سرمایہ داری پر پڑا۔

خلاصہ یہ کہ موجودہ عالمی مسائل کا نقطہ مرکزی وہ نظریاتی اختلاف ہے جو سرمایہ دار اور محنت کش طبقہ کے درمیان سد سکندری بنا ہوا ہے۔ سرمایہ داروں اور دولتمندوں کی بے راہ روی سے نجات حاصل کرنے کے لئے مزدوروں نے انجمنیں بنا ڈالیں۔ اسی نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے اشتراکیت و اشتمالیت کی تحریکوں نے جنم لیا اور ان مختلف تحریکات پر نظر غائر ڈالنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ تمام تحریکیں سرمایہ داری کے خلاف محض ایک رد عمل ہے لیکن کوئی حقیقی حل نہیں۔ ان تحریکات کے شدید طرز کار اور فطرت انسانی سے تناقض کے باعث خود روس کو ان اصولوں سے پیچھے ہٹنا پڑا اور ہیجان اپنی جگہ باقی ہے۔ پس اس دور میں جو بے چینی پائی جاتی ہے اس کے ازالہ کا واحد حل جس سے ہمارے غرباء اور ناداروں کی مشکلات رفع ہو سکتی ہیں صرف اسلامی اصولوں پر کاربند ہونے ہی کی صورت میں ہو سکتا ہے اور ان دو گروہوں میں جو شدید جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں چھٹ جانے کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ وہ اسلامی اصول حسب ذیل ہیں:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے وہ سب کا سب بنی نوع انسان کے فائدہ اور بھلائی کے لئے ہے تاکہ وہ ان نعمتوں سے فائدہ اٹھا کر ترقی کر سکیں۔ دولت کمائیں اور خوشحال ہوں اللہ تعالیٰ نے عقلمند انسان کی یہ نشانی بتائی ہے کہ ذکر الٰہی کے ساتھ ساتھ ان کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ يَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں لگے رہتے ہیں ہر شے کے خواص معلوم کرنے کی دھن میں لگے رہتے ہیں۔ پھر اسی نے یہ کہہ کر ہمت دلائی کہ اگر تم ریسرچ کرو گے تو کہہ اٹھو گے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا کہ اے پروردگار تو نے تو کوئی چیز بھی بے فائدہ نہیں پیدا کی ہاں اگر کسی چیز کا فائدہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا تو یہ صرف کوشش کی کمی اور علم کی کمی کا نتیجہ ہے۔ پس اگر کسی شخص نے اپنی خداداد عقل سے کام لے کر کان کنی کی یا اس کی دی ہوئی دوسری اشیاء سے استفادہ کرتے ہوئے دولت پیدا کی تو دوسرے ایسے شخص کو جس نے غفلت میں عمر گزار دی عقل سے کام نہ لیا اور اس کے انعامات سے فیضیاب نہ ہو سکا کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ اعتراض کرے کہ اس عقلمند نے سرمایہ کیوں پیدا کر لیا ہے۔

پس اسلام نے کھلی اجازت دی ہے اپنی صلاحیتوں کو کام میں لا کر کوئی صناع بنے تاجر بنے۔ کانوں کا مالک ہو صنعت و حرفت میں مشغول ہو۔ ایجادات کرے۔ کارخانوں کا مالک ہو اور اس طرح بے دریغ دولت پیدا کرے اور خوب مال کمائے لیکن ساتھ ہی اسلام نے ایسے دولتمندوں پر پابندیاں بھی عاید کر دی ہیں کہ وہ اپنے اموال ہمیشہ غرباء کی ترقی کے لئے بھی خرچ کرتے رہیں اس لئے کہ اسلام اس نظریہ کا حامل ہے کہ دنیا میں جس قدر چیزیں پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے مشترکہ فائدے کے لئے پیدا کی ہیں۔ کسی ایک فرد کے لئے مخصوص نہیں اور چونکہ ہر قسم کی دولت جو دنیا میں حاصل کی جاتی ہے اس میں دوسرے لوگوں کو بہر صورت دخل رہتا ہے لہٰذا مزدور کی مزدوری ادا کرنے کے بعد بھی دولتمند کے مال میں ان کا حق باقی رہ جاتا ہے مثلاً ایک کان کا مالک اپنے مزدوروں کی پوری مزدوری ادا کر دے تو گو اس نے ان کی اجرت تو ادا کی لیکن قرآنی تعلیم کے مطابق وہ لوگ بھی اس کان میں حصہ دار تھے۔ پس مزدوری ادا کرنے کے بعد بھی وہ حق ملکیت جو مزدوروں کو حاصل تھا ادا نہیں ہوتا۔ اگر اس کی ادائیگی میں کان کا مالک مزدوروں کو کچھ زاید رقم دے بھی دے تو ان چند مزدوروں کا حق تو ادا ہو جاتا ہے لیکن باقی دنیا جو اس میں ان ہی کی طرح حصہ دار تھی اپنا حق حاصل کرنے سے محروم رہ جاتی ہے۔ اس لئے اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ ہر شخص لازماً اپنے اموال کا ایک حصہ زکوٰۃ کے طور پر ادا کرے تاکہ حکومت اسے تمام بنی نوع انسان کی ضروریات کے لئے مشترکہ طور پر خرچ کرے۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر کان جو دریافت کی جائے اس کا پانچواں حصہ حکومت کو ملے گا تاکہ اسے غرباء پر خرچ کیا جائے۔ اس طرح بھی اسلام نے تمام بنی نوع انسان کے اس حصہ کو جو اس کان میں ہے محفوظ کر دیا ہے

اسی طرح ایک زمیندار جو زمین میں سے اپنی روزی پیدا کرتا ہے گو اپنی محنت کا پھل کھاتا ہے مگر درحقیقت وہ اس زمین سے فائدہ اٹھاتا ہے جو تمام بنی نوع انسان کے لئے مشترکہ طور پر بنائی گئی ہے۔ پس اس کی آمد میں سے بھی ایک حصہ لازمی طور پر اسلام حکومت کو دلواتا ہے تاکہ تمام بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے اسے خرچ کیا جائے اسی طرح تجارتی اموال پر بھی اسلام نے زکوٰۃ

ہے جو جھوٹا یا قادیانی جس کا مقصد امتیاز ہی خدمتِ قرآن یا قرآنی ترجموں کی طبع و اشاعت سمجھ لیا جائے؟"

(صدق جدید ۲۲ دسمبر ۱۹۶۱ء)

خود اہلِ مغرب ان تراجم قرآن پاک سے کس رنگ میں متاثر ہو رہے ہیں مشہور پروفیسر H.A.R. Gibb انگریزی ترجمۃ القرآن کا مطالعہ کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ:-

"یقیناً قرآنی تعلیمات کو جامعیت کے ساتھ پیش کرنے کا یہ انداز جدّت کا حامل ہے اور ہر طرح تحسین کے قابل ہے۔ اگر مخالف اقوام متحدہ اس میں بیان کردہ اصولوں پر عمل پیرا ہو سکیں تو یقیناً کسی حد تک اپنا کھویا ہوا وقار واپس لے سکتی ہے۔"

(تبلیغ اسلام ... دنیا کے کناروں تک صفحہ ۹۸)

تعمیرِ مساجد یورپ

بیرونی ممالک میں تبلیغ و اشاعتِ دین کے ضمن میں جماعتِ احمدیہ کا ایک اور مستحسن اور قابلِ رشک اقدام مساجد کی تعمیر ہے اس وقت تک جماعت احمدیہ برصغیر ہند و پاک میں لاتعداد مساجد کی تعمیر کے علاوہ اکنافِ عالم میں بھی کثیر تعداد میں مساجد تعمیر کر چکی ہے ان کی مجموعی تعداد ۲۶۵ سے زائد ہے۔ اس موقع پر اس حقیقت کا اظہار بھی ازبس ضروری ہے کہ بیرونی ممالک میں مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی مستورات نے مالی قربانیوں کا جو عملی نمونہ پیش کیا ہے وہ انتہا قابلِ رشک و تحسین ہے۔ شرک و الحاد کے گہواروں میں ان مساجد کی تعمیر سے اہل یورپ اسلام سے کس رنگ میں متاثر ہو رہے ہیں اس کا کسی قدر اندازہ ڈچ ریفارمڈ چرچ کے نمائندہ اخبار Hervormd Nederland کے تبصرہ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۷۰ء کے اس اعتراف سے ہو سکتا ہے جو اس نے ہیگ کی مسجد کا ذکر کرتے ہوئے کیا۔ اخبار مذکور زیر عنوان "مسلم مشن چرچ کے لئے ایک صحت مند چیلنج ہے" لکھتا ہے کہ:-

"آج سے دس سال قبل اسی اخبار میں یہ سوال زیر بحث اٹھا کہ یہ لوگ کس لئے یہاں آئے ہیں۔ ہمارے ملک میں ان کا کیا کام ہے اور یہ کہ کس نے انہیں یہاں آنے دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر اب حقیقت کھلی ہے کہ یہ لوگ بڑے پکے ارادے سے یہاں آئے تھے۔ اور پورے طور پر سنجیدہ تھے۔ اور اس کا ثبوت اس وقت ملا جب ۱۹۵۵ء میں انہوں نے ہیگ میں ایک مسجد تعمیر کر کے رکھ دی۔"

طبّی و تعلیمی مراکز

انسانی فطرت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ہر آن ہمدردی و غمخواری کا خواہاں رہتا ہے جبکہ غریب و پسماندہ اقوام میں تو یہ جذبہ بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ انسانی فطرت کے اس تقاضا کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے عیسائیت نے اپنے پاؤں پسارے اور آن کی آن میں کروڑوں بیکس و مجبور انسانوں کو اپنے ساحرانہ فریب کا شکار کر لیا۔

فی زمانہ تبلیغ و اشاعتِ دین کی مہم کو زیادہ کامیاب اور مفید بنانے کے لئے ضروری تھا کہ ایسی مظلوم اور پسماندہ اقوام سے دلی ہمدردی و غمخواری کر کے ان کی دلجوئی کی جاتی اور ان کے دکھوں کا مداوا کر کے انہیں انسانیت کے وہ بنیادی حقوق مہیا کئے جاتے جو مسیحیت نے اپنے اقتدار و دولت کے بل بوتے پر غصب کر رکھے تھے حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے حالیہ سفرِ مغربی افریقہ کے دوران اس کربناک حقیقت کو محسوس کیا اور جماعت کو نہایت موثر رنگ میں فرمایا کہ:-

" اے میرے پیارے احمدی بھائیو! بہنو! بڑو! اور بچو! اس سبق کو یاد رکھو۔ دنیا اپنی طاقت کے زعم میں دوسروں کو ہلاک کر سکتی ہے ان کے سر پھوڑ سکتی ہے مگر ہم اور تم اس غرض کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہم صرف ایک ہی مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ ہم محبت اور پیار کے ساتھ دنیا کے دلوں کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتیں اور وہ توحید قائم ہو جس توحید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں قائم کرنا چاہتے تھے کسی سے نفرت نہ کرو...... گناہ کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ گنہگار کو حق دلانے کی کوشش کرو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ احسان ۱۳۴۹ ہش)

اس کے ساتھ ہی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے نام سے جماعت کے سامنے ایک عظیم الشان تحریک رکھی تا اس کے ذریعہ ایک کثیر رقم مہیا کی جائے اور ایک وسیع منصوبے کے تحت غیر ترقی یافتہ ممالک میں طبی و تعلیمی مراکز جاری کئے جائیں۔ الحمد للہ کہ حضور کی یہ بابرکت تحریک تکمیل کے ابتدائی مراحل طے کر چکی ہے۔ اس وقت تک جماعت احمدیہ کی طرف سے ہر دو مراکز سلسلہ اور برصغیر ہند و پاک کے علاوہ دنیا کے دور افتادہ ممالک میں اتنی سے زائد سکول و کالج اور شفاخانے طبی مراکز کھولے جا چکے ہیں جبکہ نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے عظیم منصوبہ کے ذریعہ مستقبل قریب میں اس تعداد میں کئی گنا اضافہ ہونے کی توقع ہے۔ انشاء اللہ۔ جماعت احمدیہ کی ان مخلصانہ مساعی کا کھلم کھلا اعتراف نہ صرف عوامی بلکہ سرکاری سطح پر بھی کیا جانے لگا ہے۔ ابھی حال ہی میں نائیجیریا کے ہیڈ آف دی سٹیٹ نے اعتراف کیا ملکی ترقی میں حکومت اور جماعت احمدیہ برابر کے شریک ہیں۔

جماعت احمدیہ کی ان گرانقدر خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے دہلی سے شائع ہونے والا موقر روزنامہ "الجمعیۃ" اپنی ۲۲ دسمبر ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ

"افریقہ میں ایک طبقہ اشاعتِ اسلام کے لئے بہت کوشش کر رہا ہے وہاں ان کے انگریزی اخبارات بھی نکلتے ہیں ریڈیو پر تقریریں بھی ہوتی ہیں اور اس کی طرف سے اسلامی سکول بھی کھولے گئے ہیں۔"

وسیع پیمانہ پر نشر و اشاعت

اب تک مغربی اقوام کو چرچ کی طرف سے اسلام سے جس رنگ میں متعارف کیا جاتا رہا ہے اس کا واحد مقصد یہی تھا کہ عیسائیوں کو اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے متنفر کیا جائے اور ایسی خلیج حائل کر دی جائے جس کے نتیجہ میں یہ اقوام اسلام کی طرف مائل نہ ہو سکیں۔ چنانچہ ہالینڈ کا ایک ڈچ مستشرق C. S. Hurgronje اپنی تصنیف "محمڈنزم" میں لکھتا ہے کہ:

"ہر وہ بات جو اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے اختیار کی جاتی یا گھڑی جاتی یورپ ایک لالچی اور حریص آدمی کی طرح اسے اچک لیتا تھا حتیٰ کہ ازمنۂ وسطیٰ میں ہمارے آباء و اجداد کے ذہنوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کا جو تصور قائم تھا وہ آج ہمیں ایک انتہائی طور پر مکروہ اور گھناؤنی شکل کے مترادف نظر آتا ہے"

اسلام کے متعلق اہلِ مغرب کے ان غلط خیالات کے ازالہ کیلئے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو جہاں جدید علم کلام سے نوازا وہاں ایسے اسباب بھی فراہم کر دئے جن کے نتیجہ میں اہل مغرب اسلام کے حسین و جاذب نظر چہرہ سے آشنا ہو رہے ہیں۔ جماعتی سطح پر بیرونی ممالک میں تبلیغ و اشاعتِ دین کی غرض سے سب سے پہلا انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے نام سے ۱۹۰۲ء میں جاری ہوا جبکہ اس وقت برصغیر ہند و پاک کے اندر شائع ہونے والے اخبارات و رسائل کی مجموعی تعداد ۲۲ ہے۔ مزید براں بیشتر ممالک میں ریڈیو اور ٹیلیویژن کے ذریعہ بھی اسلامی تعلیمات کی اشاعت کی جاتی ہے جبکہ ہر سال مختلف زبانوں میں لاکھوں کی تعداد میں شائع ہونے والا اسلامی لٹریچر ایک جداگانہ حیثیت کا حامل ہے۔ مشہور انگریزی مستشرق Herbert ہربرٹ گوٹس شاک Gotts Chalk اپنی تصنیف

دیلٹ بے وے گنڈے ماخٹ اسلام Welt Bewegande Macht Islam میں جماعت احمدیہ کے وسیع نظام نشر و اشاعت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:-

"اس جماعت نے یورپ، امریکہ، افریقہ ایشیا اور آسٹریلیا کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں مشنوں کے قیام کے ذریعہ مسیحی دنیا میں ایک رخنہ خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا ہو ڈال دیا ہے یہ جماعت موثر پروپیگنڈا کا نظام رکھتی ہے۔ تقاریر کی جاتی ہیں۔ اخبارات شائع کئے جاتے ہیں اور ریڈیو کو اپنے خیالات کی اشاعت کیلئے استعمال کیا جاتا ہے"

(ماہنامہ تحریک جدید فروری ۱۹۶۸ء)

کسرِ صلیب کا برملا اعتراف

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیت کی بلند و بالا عمارت کو مسمار کرنے کیلئے ایک گر بیان فرمایا تھا اور وہ یہ کہ "خوب یاد رکھو کہ بجز موت مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آسکتی۔ سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآنی اس کو زندہ سمجھا جائے۔ اس کو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۰)

جماعت احمدیہ کی ان کامیاب تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں خود عیسائی اقوام کس طور سے اس نظریہ کی تائید اور الوہیت مسیح کے عقیدہ سے بیزاری کا اظہار کر رہی ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ مشہور امریکن پادری ڈاکٹر نوبر اپنی عربی تصنیف المسیح العجیب فی فخر الصلیب میں لکھتے ہیں کہ

"اگر مسیح کی صلیبی موت پر ایمان لانے کا عقیدہ نادرست ہے تو پھر ہماری ساری عیسائیت باطل ہے" (صفحہ ۴۵)

اسی طرح امریکی رسالہ "ٹائم" اپنی اپریل ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں ایک کتاب Honest to God پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:-

"بائیبل میں تمام ایسی باتیں جو محض کہانیوں اور بے بنیاد مفروضوں کی صورت میں ہیں نکال دینی چاہئیں..... یسوع کی خدائی کا عقیدہ نہایت مبہم ہے۔"

پھر یہی رسالہ اپنی ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ:-

"ہمیں اس بات کا اعتراف کر لینا چاہئے کہ خدا (یسوع مسیح) کی موت ایک تاریخی واقعہ ہے۔ ہمارے زمانے میں خدا مر چکا ہے۔ ہماری تاریخ میں خدا مر چکا ہے اور ہماری ہستی میں سے خدا نکل چکا ہے۔"

نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں ادائیگی کرنے والے مخلصین کی فہرست

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی بابرکت تحریک میں اپنے پیارے آقا کی آواز پر مخلصانہ لبیک کہتے ہوئے جن احباب کرام نے وعدے بھجوائے تھے انہوں نے بڑے جوش و خلوص کے ساتھ ابتدائی ادائیگی کر دی ہے۔ بیرونی جماعتوں سے وصولی کی اطلاعات برابر آ رہی ہیں اور رقوم بھی بفضلہٖ تعالیٰ مرکز میں پہنچ رہی ہیں۔ بہت سے مخلصین نے تو نومبر ۱۹۷۰ء میں ابتدائی جزوی ادائیگی کرنے کی بجائے اپنے وعدوں کی پوری رقوم ادا کر دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان سب کو جزائے خیر بخشے۔ ادائیگی کرنے والے احباب کرام کے ناموں کی فہرست ساتھ کے ساتھ مرتب کر کے سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض دعا پیش کی جا رہی ہے۔ اب تک جو وعدے ادا ہو چکے ہیں ان کی پوری فہرست بدر میں شائع نہیں ہو رہی کیونکہ اس اشاعت میں گنجائش کم ہے۔ انشاء اللہ باقی فہرست بدر کی آئندہ اشاعتوں میں شائع ہوگی۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

اسمائے گرامی	جماعت	وعدہ	ادائیگی
حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب	قادیان	۰۰	۱۰۰۰
حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل	"	۵۰۰	۵۰۰
مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے	"	۵۰۰	۵۰۰
" ملک ڈاکٹر بشیر احمد صاحب	"	۵۰۰	۵۰۰
" چودھری محمد طفیل صاحب	"	۵۰۰	۵۰۰
" خواجہ عبدالستار صاحب		۵۰۰	۵۰۰
" مولوی عبدالحمید صاحب آڑھتی	"	۵۰۰	۵۰۰
" مرزا منور احمد صاحب مع اہل و عیال	"	۵۰۰	۲۰۰
" افتخار احمد صاحب اشرف	"	۵۰۰	۲۰۰
" قریشی عطاء الرحمٰن صاحب	"	۵۰۰	۲۵۰
" سید محمد شریف صاحب	"	۵۰۰	۵۰۰
" حکیم بدرالدین صاحب عامل	"	۵۰۰	۲۰۰
" مستری محمد حسین صاحب	"	۵۰۰	۲۰۰
" ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب		۵۰۰	۲۰۰
" مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی	"	۵۰۰	۲۰۰
" چودھری عبدالقدیر صاحب مع اہل و عیال	"	۵۰۰	۲۰۰
" " بشیر احمد صاحب گھڑیالیاں	"	۵۰۰	۲۰۰
" ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی	شاہجہانپور	۵۰۰	۲۰۰
" میاں عبدالحی صاحب و عبدالقیوم صاحب	فیض آباد	۵۰۰	۲۰۰
" سید داؤد احمد صاحب	مظفرپور	۲۰۰۰	۱۰۰۰
" ڈاکٹر سید منظور احمد صاحب	"	۲۰۰۰	۱۰۰۰
" سید غلام مصطفیٰ صاحب	"	۵۰۰	۲۰۰
" ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اورینوی	پٹنہ	۵۰۰	۲۵۰
" سید فیروز الدین صاحب	برہ پورہ	۵۰۰	۲۰۰
" ناصر احمد صاحب	جمشید پور	۵۰۰	۲۰۰
" سید کریم بخش صاحب کلکتہ	کلکتہ	۵۰۱	۳۰۱
" محمد شمس الدین صاحب	"	۵۰۰	۲۰۰
" میاں محمد حسین صاحب و میاں محمد شفیع صاحب	"	۵۰۰۰	۴۰۰۰
" شہزادہ پرویز صاحب	"	۵۰۰	۲۰۰
" مظفر احمد صاحب وغیرہ	"	۵۰۰	۲۰۰
" چودھری محمود احمد و ... صاحبان	"	۵۰۰	۵۰۰
" میاں عبدالمجید صاحب وغیرہ	"	۵۰۰	۲۰۰
" مسعود احمد صاحب وغیرہ	"	۵۰۰	۵۰۰
" میاں محمد رفیع صاحب نیشنل ٹیزی	"	۵۰۰	۲۰۰
" سید بشیر احمد صاحب کٹکی	"	۵۰۰	۲۰۰
" انوار الحق صاحب	کٹک	۵۰۰	۲۰۰

اسمائے گرامی	جماعت	وعدہ	ادائیگی
مکرم سید غلام مصطفیٰ صاحب	کٹک	۵۰۰	۴۰۰
" سید یعقوب الرحمٰن صاحب	سونگڑہ	۵۰۰	۲۰۰
" پیر نصرت علی صاحب	"	۵۰۰	۲۰۰
" شیخ علی احمد صاحب	پوری	۵۰۰	۵۰۰
" سید عبدالسلام صاحب	بھونیشور	۵۰۰	۲۰۰
" سید محمد سرور صاحب	"	۵۰۰	۱۹۵
" شبیر علی صاحب	سورو	۵۰۰	۴۰۰
" مرزا آدم علی بیگ صاحب	نیاگڑھ	۵۰۰	۲۰۰
" چنا عبدالحی صاحب	کیرنگ	۵۰۰	۲۰۰
" عبدالمجید صاحب کھڑک پور	عثمان آباد	۵۰۰	۳۰۰
" سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب	سکندرآباد	۵۰۰	۲۰۰
" " علی محمد الہ دین صاحب	"	۵۰۰	۲۰۰
" حافظ صالح محمد الہ دین صاحب	"	۵۰۰	۲۰۰
" مہرالدین صاحب	"	۵۰۰	۲۰۰
" مولوی احمد حسین صاحب مومن منزل	حیدرآباد	۵۰۰	۲۰۰
" خواجہ عبدالواحد صاحب انصاری	"	۵۰۰	۲۰۰
" اکبر حسین صاحب	"	۵۰۰	۲۰۰
مکرمہ زاہدہ بیگم صاحبہ	"	۵۰۰	۲۰۰
مکرم عبدالعزیز خاں صاحب	"	۵۰۰	۲۰۰
" حیدر خاں صاحب پولیس	"	۵۰۰	۲۰۰
" سیٹھ غلام احمد صاحب	"	۵۰۰	۲۰۰

باقی آئندہ

افسوسناک خبر — محترم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری وفات پا گئے

کراچی سے یہ نہایت ہی افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پرانے خادم محترم حکیم خلیل احمد صاحب سابق ناظر تعلیم و تربیت قادیان قریباً اسی سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حکیم صاحب مرحوم مونگھیر صوبہ بہار ہندوستان کے رہنے والے تھے اور ایک معروف علمی و ادبی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے احمدیت کے ابتدائی دور میں آنریری طور پر سلسلہ کی بیش بہا خدمات انجام دیں۔ آپ ادیب و شاعر ہونے کے علاوہ ایک فصیح البیان مقرر بھی تھے۔ اور اپنی پرجوش و مدلل تقریروں سے سٹیج اور سامعین پر چھا جاتے تھے۔

آپ کی انہی خدمات کے باعث سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۵۲ء میں نظارت تعلیم و تربیت کے فرائض آپ کے سپرد فرمائے اور باوجود پیرانہ سالی کے آپ کبر سنی کے باوجود یہ فرائض انجام دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق بخشے آمین۔ ادارہ بدر مرحوم کے تمام پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

ایک اور امریکی رسالہ News Week اپنی اپریل ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:

"موجودہ ترقی یافتہ دور میں الوہیت مسیح کے روایتی عقیدہ کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔"

کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش فرمودہ نقطۂ نگاہ کو اس طرح من و عن قبول کر لینا احمدیہ عقائد کی کھلی فتح نہیں ہے؟

مغرب سے طلوعِ آفتاب

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ تطلع الشمس من مغربہا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پیشگوئی کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا"

(ازالہ اوہام حصہ ۲)

چنانچہ آج احرار یورپ کس قدر سرعت کے ساتھ آفتاب اسلام سے منور ہو رہے ہیں خود ان کی زبانی سنئے۔ ہیگ کا ایک کثیر الاشاعت اخبار H.M. Courant اپنی ۲۰ دسمبر ۱۹۵۸ء کی اشاعت میں زیر عنوان "مغربی یورپ میں اسلامی مہم کا آغاز" رقمطراز ہے کہ

گزشتہ ۱۲ سال کے عرصہ میں یورپ نے کسی بڑی تعداد میں اسلام کو عملاً قبول نہیں کیا مگر یہ حقیقت نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ اس عرصہ میں جماعت احمدیہ کی کوششوں سے ایک بھاری تعداد اسلام سے ہمدردی رکھنے والوں کی ضرور پیدا ہو گئی ہے۔

دی ... ڈائجسٹ جون ۱۹۶۶ء میں ایک مضمون بعنوان "مغربی افریقہ میں اسلام کی ترقی" لکھا ہے:

آج جبکہ چرچ نے اس علاقہ میں آگے بڑھنے اور پھیلنے سے انکار کر دیا ہے کیا تیز تر مشنری کی جدوجہد نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتی؟ ... کیا اسلام کی روز افزوں ترقی اور اس سارے علاقہ کو اپنی لپیٹ میں لے لینے کے اسلامی چیلنج کا ہمارے پاس کوئی موثر اور موزوں جواب ہے؟ (... ۳۹)

یہ ... اعترافات اس حقیقت کے آئینہ دار ہیں کہ آج ... عیسائی دنیا میں اپنی بقاء و سلامتی کیلئے ... اور گھبراہٹ پیدا ہو چکی ہے۔ مغرب کے افق پر ... کے آثار نمودار ہو رہے ہیں ہمارا ... ہے کہ یہی آثار ... درخ بن کر چمکیں ... جبکہ مغرب سے طلوع ہونے کی خبر دی ہے

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

مقرر کیا ہے۔

پس اسلام کے اس اصول پر دنیا کاربند ہو جائے اور غرباء کے حقوق کا خیال رکھا جائے اور دولتمند ان کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے اپنے اموال کا ایک حصہ خرچ کرتے رہیں تو بے چینی اور بد امنی دور ہونے کے علاوہ صنعتوں، حرفوں اور مختلف پیشوں میں بھی ترقی ہوگی۔ جس پر قومی اور ملکی ترقی کا بھی انحصار ہے۔

۲۔ زکوٰۃ کے علاوہ اسلام یہ بھی حکم دیتا ہے کہ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ یعنی کشائش کی حالت میں بھی غرباء و مساکین کی امداد کے لئے اپنے اموال خرچ کرو اور تنگی کی حالت میں بھی۔ اس طرح طوعی صدقات کی ادائی کی جانب توجہ دلائی گئی ہے۔ دنیا میں ہر انسان پر خواہ وہ کیسا ہی بڑا سرمایہ دار کیوں نہ ہو بعض تنگی کی حالتیں بھی آجاتی ہیں۔ دس بیس لاکھ کا کارخانہ ہوتا ہے۔ مگر کسی وجہ سے مال کی نکاسی رک جاتی ہے اور کارخانہ دار تنگی محسوس کرنے لگتا ہے ایسی حالت میں مالک کارخانہ کے لئے حکم ہے کہ وہ غرباء کے لئے خرچ کرے۔ اس لئے کہ اس حالت میں بھی اس کے پاس چار پانچ لاکھ روپوں کا مال ہوگا۔

۳۔ اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ تم مزدور کو اس کا پورا حق دو۔ اور وہ حق اپنے وقت پہ ادا کرو۔ یعنی تنخواہ کے مطابق مقرر کرنے اور وقت پر مزدوری ادا کرنے سے مزدوروں میں بددلی پیدا نہ ہوگی۔ مزدوروں کی صحت و آسائش کا خیال رکھو اور ان سے ہر طرح کی انسانی ہمدردی کرو۔ اسلام نے مساوات کا سبق دے کر یہ سکھایا ہے کہ امارت اور غربت یا سرمایہ داری اور مزدوری یہ دنیوی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو وہی معزز و مکرم ہے جو اس کی خشیت اپنے دل میں رکھتا ہو اور اپنے ہر فعل میں تقویٰ کو مقدم رکھنے والا ہو۔ جیسا کہ فرمایا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور تم میں سب سے مکرم وہ شخص ہے جو تم سب سے زیادہ متقی ہے۔

۴۔ اسلام نے سرمایہ داروں کو سختی سے تاکید کی ہے کہ وہ اپنے اموال کو تجوریوں میں بند کر کے نہ رکھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کریں۔ غریبوں اور مسکینوں پر صرف کریں یتیموں اور بیواؤں کی مدد کریں۔ وغیرہ۔ اور ایسا نہ کرنے والوں کو دردناک عذاب کی وعید دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ

یعنی وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اسے خرچ نہیں کرتے ایسے لوگوں کو تو دردناک عذاب کی خبر دیدے۔ ظاہر ہے کہ تجارت اور صنعت کو فروغ دینے سے ہی روپیہ کمایا جاتا ہے۔ اگر تجارت و صنعت سے افزائش دولت کے بعد خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ایسے سرمایہ دار پر گراں گزرے تو اسلامی تعلیم کے لحاظ سے ایسی تجارت و صنعت بالکل ناجائز ہوگی۔

اسلام کے نزدیک اگر کوئی شخص لاکھوں روپیہ سے کوئی کارخانہ جاری کرتا ہے تو بالکل جائز طریق پر اس نے رقم صرف کی جس کی بدولت کئی مزدوروں اور خاندانوں کو روزگار فراہم ہوگا۔ لیکن اگر کوئی چند ہزار روپیہ بھی تجوریوں میں بند کر کے رکھ دیتا ہے تو یہ بالکل ناجائز ہے۔ اس لئے کہ ایسا روپیہ بنی نوع انسان کے کام نہیں آتا۔

۵۔ اسلام نے سرمایہ داروں کو اس امر سے منع کیا ہے کہ غریبوں کا خون چوسنے کی تدبیریں کریں۔ مثلاً یہ کہ اشیاء کو اس لئے روک رکھیں کہ مہنگی ہونے پر فروخت کریں گے اس طرح غریب اور نادار طبقہ پر وہ مصیبت عاید کرنے کا موجب بنتے ہیں۔ پس جس طرح غلہ روک کر ایک شخص احتکار کرتا اور شریعت اسلامیہ کے رو سے مجرم قرار پاتا ہے اسی طرح کوئی ایسی تجارت اور صنعت جائز نہیں جس میں احتکار سے کام لیا گیا ہو اس لئے کہ اس عمل سے غریب، نادار، مزدور اور کمزور طبقہ بری طرح متاثر ہوتا ہے۔

۶۔ اسلام نے تجارت کرنے اور دولت کمانے کو جائز قرار دیا لیکن ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ دھوکا فریب اور ملاوٹ ناجائز ہے اور آجکل یہ مرض اتنا عام ہو چکا ہے کہ کسی شے کے بارے میں بھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں ملاوٹ ہے کہ نہیں۔ جس کی وجہ سے غریب نادار اور مزدور طبقہ میں سرمایہ داروں کے خلاف نفرت کے جذبات ابھرے ہوئے ہیں اور خلیج وسیع ہوتی جا رہی ہے۔ اس کا ازالہ بھی اسلامی احکام پر عمل پیرائی ہی کی صورت میں ممکن ہے

۷۔ قرآن مجید میں یہ احکام درج ہیں کہ ناپ تول اور اوزان درست ہونے چاہئیں۔ تاجروں میں بالعموم یہ نقص پایا جاتا ہے کہ ناجائز طور پر مال کمانے کے علاوہ ناپ اور تول میں ضرور کچھ نہ کچھ کمی کر دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں کم آمدنی والا طبقہ زیادہ متاثر ہوتا ہے اگر کوئی سرمایہ دار، تاجر یا صناع اس قسم کے دھوکے سے مال کما کر اپنے گھر لاتا ہے تو اسلام کی نظر میں وہ مال حرام ہوتا ہے۔

۸۔ اسلام مالدار شخص پر لازم قرار دیتا ہے کہ وہ اپنی موت کے وقت رشتہ داروں کو یہ وصیت کر جائے کہ احکام شریعت کے بموجب اس کی جائداد تقسیم ہو جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ

یعنی اگر کوئی شخص مرنے لگے اور مال و دولت اس کے پاس ہو تو شریعت کے مطابق اس کی جائداد تقسیم ہو۔ اس طرح سرمایہ ایک جگہ کسی ایک فرد ہی کے ہاتھ نہ رہے گا۔ بلکہ اس کی تقسیم ہو جائے گی اس میں لڑکے بھی حصہ پائیں گے اور لڑکیاں بھی حصہ پائیں گی۔

۹۔ اس مندرجہ بالا آیت کے یہ معنے بھی نکلتے ہیں کہ مرنے والا اپنے رشتہ داروں کو اس امر کی بھی تاکید کر جائے کہ اس کی دولت کا ایک حصہ غرباء کی فلاح و بہبود کے لئے وقف کر دیا جائے۔ اس طرح سرمایہ دار کی دولت سے غریب و نادار طبقہ بھی مستفید ہو سکتا ہے۔

۱۰۔ اسلام اس امر کی تو اجازت دیتا ہے کہ تم مال کماؤ۔ لیکن ساتھ ہی تاکید کرتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں تمہارے اندر کبر پیدا نہ ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی دولت امراء اور غریب میں اتنا بُعد پیدا کر دیتی ہے کہ امیر اپنے غریب بھائی کے ساتھ مل کر بیٹھ نہیں سکتا تو وہ شخص دولت کمانے کے بعد انسان نہیں رہا بلکہ حیوان بن گیا ہے۔

چنانچہ حقیقی مسلم کی شان اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ

کہ وہ بیشک تجارت کرتے ہیں بیع و شریٰ کرتے ہیں لیکن یہ چیزیں انہیں ذکر الٰہی سے غافل نہیں کر دیتیں۔ ذکر الٰہی کی ایک شکل خود قرآن کریم میں اس طرح درج ہے

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي

میرے ذکر کے لئے تم نماز قائم کرو۔ جب ایسا تاجر، صناع، سرمایہ دار نماز کے لئے پانچ وقت مسجد میں جائے گا تو اس کا ملازم مزدور اور کاریگر بھی اس کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہو کر نماز ادا کرے گا۔ اور اس سرمایہ دار کے سامنے یہ نقشہ رہے گا کہ

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

پس اس ذکر الٰہی کی بدولت ایک غریب مزدور کو بھی وہ اپنی ہی جنس سمجھے گا۔ اور وہ غرباء کے جذبات و احساسات کو بھی لازمی طور پر پیش نظر رکھے گا جس کے نتیجہ میں غریب کے دل میں بھی امراء سے نفرت و حقارت کا جذبہ کم ہوتا جائے گا۔ اور جو ہیجان پیدا ہوا ہے اس کے ازالہ کی صورت ہو سکے گی۔

اس وقت دنیا دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے ایک حصہ پر روس مزدوروں کی تحریکوں کے ساتھ قابض ہے اور دوسرے حصۂ دنیا پر مغربی ممالک سرمایہ دارانہ نظام کے ساتھ قبضہ جمائے ہوئے ہیں۔ اور دونوں گروہ اپنے اپنے اصولوں کو لوگوں میں راسخ کرنے کی فکر میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

ان میں سے ایک فریق اس بات کی جدوجہد میں مصروف ہے کہ افراد کی طاقت کو بڑھا کر دنیا میں غلبہ حاصل کیا جائے خواہ وہ ظلم و زیادتی ہی کے ذریعہ کیوں نہ ہو۔ دوسرا فریق کوشاں ہے کہ اعلیٰ قابلیت کو رہنمائی کی باگ ڈور دے کر دنیا پر غلبہ حاصل کر لیا جائے ساری دنیا ان دو گروہوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی ہے۔!

اسلام ان دونوں کے خلاف اور ان دونوں سے بالکل الگ ایک درمیانی راہ پیش کرتا ہے۔ وہ انفرادیت کو بھی نظر انداز نہیں کرتا اور چیدہ افراد کی طاقتوں سے کام لینے کو بھی ناپسند نہیں کرتا۔

پس اسلام کے اصول ہی دنیا کو امن اور سکون کی زندگی دے سکتے ہیں اور موجودہ سارے عالمی مسائل صرف اور صرف اسلامی اصول پر عمل پیرائی ہی کی صورت میں حل ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے کہ دنیا کی آنکھیں کھلیں اور ساری دنیا اسلام کی آغوش میں پناہ لے کر اپنے سارے مسائل حل کرے۔

اللّٰہم آمین

ولادت

مورخہ ۲۲ نومبر کو اللہ تعالیٰ نے میری دوسری بیٹی عزیزہ سلیمہ بشریٰ اہلیہ عزیز مکرم محمود احمد صاحب فاروقی ساکن شاہدرہ ٹاؤن لاہور کو پہلا لڑکا عطا فرمایا۔ عزیز نومولود جناب عبد الغفور صاحب فاروقی مرحوم و مغفور آف جے پور کا پوتا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی کی عمر دے اور خادم دین بنائے اور ہم سب کیلئے قرۃ العین ہو۔ آمین

خاکسار محمد حفیظ بقاپوری ایڈیٹر بدر قادیان

درخواست دعاء

خاکسار کی ریڑھ کی ہڈی میں ۱۶ رمضان سے درد شروع ہوا۔ اس کے ساتھ ہی بائیں بازو میں شدید قسم کا درد ہے اور بایاں ہاتھ سُن ہے اور پوری طاقت سے کام نہیں کرتا۔ علاج جاری ہے۔ بیٹھنے سے آرام ہے صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

خاکسار رحمت زاہد ہاشمی درویش قادیان

مقصد بعثت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس

یہ ایک حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں کہ دنیا میں امّتِ محمدیہ کا وجود برائے نام ہو کر رہ گیا ہے۔ نہ اس میں روحانی زندگی کے آثار نظر آتے ہیں اور نہ اس کے وجود میں سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی جھلک نظر آتی ہے۔ گویا کہ امتِ مسلمہ امتِ مرحومہ ہو کر رہ گئی ہے۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت کو دیکھ کر ہی کسی نے یہ کہا تھا کہ ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

غرض یہ کہ جو بھی اٹھتا مسلمانوں کا مرثیہ پڑھنے لگ جاتا۔ قعرِ مذلّت میں گرے ہوئے مسلمانوں کو اس پستی اور تنزل سے نکالنے کے لئے مختلف قسم کی تجاویز اور تدابیر علمائے دین اور رہنمایانِ ملّت کی طرف سے قوم کے سامنے پیش کی جاتی رہیں۔ مثلاً کسی نے اپنے رنگ میں مسئلہ خلافت کو اٹھا کر شور برپا کرنے کی کوشش کی اور کسی نے مغربی تعلیم کو اپنانے اور مغربی تہذیب کی اتباع کو مسلمانوں کی ترقی کا ذریعہ بتایا۔ لیکن مسلمان بجائے ترقی کے تنزل ہی کی طرف بڑھتے چلے گئے اور مغربیت اور مغربی تہذیب کے نام پر فحاشی، بےحیائی اور بےحجابی کو اپنانے لگے۔

جب لیڈرانِ قوم کو اس میں بھی ناکامی ہوئی تو انہوں نے سیاسی پلیٹ فارم کے ذریعہ سے مسلمانوں کی ترقی اور بہبودی چاہی۔ جب اس میں بھی وہ ناکام رہے تو اجتماعیت کو اس مسئلہ کا حل قرار دیا جانے لگا۔ چنانچہ حال ہی میں ہندوستان میں ایک بہت بڑا چرچا اور شور اٹھا کہ مسلمانوں کی تمام جماعتوں، انجمنوں اور پارٹیوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے اور اجتماعی رنگ میں مسلمانوں کی ترقی اور بھلائی کے لئے کوشش کی جائے۔ اس غرض کے لئے مسلم مجلس مشاورت کے نام سے ایک مجلس بھی قائم کی گئی۔ اس مجلس کے متعلق اس کے بانی ڈاکٹر سید محمود صاحب فرماتے ہیں:—

"یہ عزم و ارادہ لال قلعہ سے زیادہ مستحکم، قطب مینار سے زیادہ بلند تاج محل سے زیادہ خوبصورت اور اس ملک کی وسعت سے زیادہ وسیع ہے اس کام کا بیڑا ہم نے اٹھایا"

(دعوت اردو ڈائجسٹ اپریل ۱۹۶۸ء)

اور پھر بہت زور شور سے اٹھنے والی اس مجلس مشاورت کا انجام کیا ہوا خود ان ہی کی زبانی سنئے:—

"یہ جماعت بھی اختلافات، خودغرضی اور مفاد پرستی کا شکار ہو گئی ......
اتنا ضرور کہوں گا کہ مجھے مسلم جماعتوں سے بڑی مایوسی ہوئی ہے۔ کچھ لوگ ہیں جو پارسائی اور تقدس کا جبہ پہنے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو مذہب کے نام پر تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ جب تک یہ چیز ختم نہیں ہوگی ہندوستان میں مسلمان متحد نہیں ہو سکتا"

(دعوت اپریل ۱۹۶۸ء)

مسلمانوں کی زبوں حالی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس صدی کے ابتدائی زمانہ میں دیگر تمام مذاہب نے اپنا نصب العین اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا قرار دیا تھا۔ چنانچہ عیسائیت نے اپنی تمام دنیاوی قوت کو مجتمع کر کے اسلام کو نیست و نابود کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور اس کے لئے بھرپور کوشش بھی کی جاتی رہی۔ دوسری طرف مغربی تہذیب اور کمیونزم کی ظاہری چکاچوند مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچتی رہی۔ اور یوں مسلمان ؎

بیکسے شد دینِ احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمد کار نیست
ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

کے مصداق بن کر رہ گئے۔

دراصل اس بھیانک تاریکی اور ضلالت و گمراہی کے بھنور میں پھنسی ہوئی اس کشتیٔ اسلام کو بچانے کے لئے خدا تعالیٰ نے پہلے سے ہی انتظام کر رکھا تھا۔ اسلام کی عظمت اور اس کے زندہ مذہب ہونے کا یہ تقاضا تھا کہ خدا تعالیٰ اسلام کی حفاظت اور مسلمانوں کی تائید و نصرت کا سامان پیدا کرتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:—

وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ

(سورۂ تکویر)

یعنی جب مسلمانوں پر روحانی تاریکی اندھیری رات کی طرح چھا جائے گی تو اس وقت ایک صبح نمودار ہوگی۔ جو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ظہور ہوگا۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سورۂ جمعہ کی آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ کی تشریح کرتے ہوئے جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی طرف اشارہ کر رہی تھی فرمایا:—

لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ

(بخاری۔ کتاب التفسیر سورۂ جمعہ)

یعنی اگر ایمان اس دنیا سے اٹھ کر ثریا ستارے پر بھی جا چکا ہوگا تو حضرت سلمان فارسیؓ کی قوم میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے یا اس قوم میں سے ایک شخص کھڑا ہوگا جو اس کو دنیا میں دوبارہ واپس لائے گا۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق عین وقت پر سرزمین ہند میں پنجاب کی ایک گمنام بستی سے ایک صبح کا ستارہ طلوع ہوا جس سے دن آشکار ہوا۔ اس نے ساری دنیا کو پکار کر کہا ؎

میں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
میں ہوں وہ نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار
تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جوئے شیریں حیف ہے
سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار

یہ آواز سیدنا حضرت مسیح موعود مہدی معہود امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی تھی۔ آپ نے مسلمانوں کی زبوں حالی اور دشمنانِ اسلام کے جوش و خروش کا موازنہ اور معائنہ فرمانے کے بعد خدا تعالیٰ سے مدد و نصرت چاہتے ہوئے ایک طرف اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا فرمائی کہ ؎

دل پھٹا جاتا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پہ وار ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بیقرار
دشمنوں کے ہاتھ سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار

تو دوسری طرف یہ مژدہ جانفزا سنایا کہ مسلمانوں کی شیرازہ بندی اور ایک مرکزی نقطہ پر جمع کرنے اور اسلام دشمنوں کی مدافعت کے لئے میں امام الزمان مقرر کر کے بھیجا گیا ہوں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:—

"میں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں سے دور کروں اور پاک اخلاق اور بردباری اور حلم و انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف ان کو بلاؤں ...... مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر ہے اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی موعود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں ...... میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔"

(اربعین نمبر ۱ صفحہ ۲)

اپنے مقام کے متعلق ذکر کرتے ہوئے ایک عربی نظم میں فرماتے ہیں:—

وَلَوْ اَنَّ قَوْمِي اٰنَسُوْنِي لَاَفْلَحُوْا
مِنَ الذُّلِّ فِي الدُّنْيَا وَفِي الدِّيْنِ عُزِّزُوْا
وَلٰكِنْ قُلُوْبٌ بِالْيَهُوْدِ تَشَابَهَتْ
وَهٰذَا هُوَ النَّبَأُ الَّذِيْ جَاءَ فَاذْكُرُوْا
فَصِرْتُ لَهُمْ عِيْسٰى اِذَا مَا تَهَوَّدُوْا
وَهٰذَا كَفٰى مِنِّيْ لِقَوْمٍ تَفَكَّرُوْا
وَقَدْ تَمَّ وَعْدُ نَبِيِّنَا فِيْ حَدِيْثِهٖ
اِذَا جَاءَهُمْ مِنْهُمْ اِمَامٌ يُذَكِّرُوْا

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

یعنی اگر میری قوم مجھے پہچان لیتی تو دنیا کی ذلت سے نجات حاصل کر لیتی اور آخرت میں عزت دی جاتی مگر بعض دل یہود کی طرح ہو گئے اور یہ وہی خبر ہے جو آ چکی ہے پس یاد کرو۔ جب وہ یہودی بن گئے تو میں ان کے لئے عیسیٰ بن گیا۔ اور اس قدر بیان میری طرف سے کافی ہے ان کے لئے جو فکر کرتے ہیں اور تحقیق ہمارے نبی کا وعدہ جو حدیث میں تھا پورا ہو گیا جبکہ مسلمانوں میں سے ایک امام آیا جو نصیحت کرتا اور یاد دلاتا ہے

جس طرح جب مسلمان یہود و نصاریٰ کی تہذیب کو اپنانے اور یہود و نصاریٰ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے درپے ہو گئے تو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسلام کے محافظ اور فتح نصیب جرنیل کی حیثیت میں مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپ نے اذنِ الٰہی کے ماتحت ایک فدائی جماعت کا قیام فرمایا تاکہ اسلام کی مدافعت اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس

کی حفاظت کرتے ہوئے اور تبلیغ کا روح پرور پیغام اکناف عالم میں پھیلاتے ہوئے ساری دنیا کو اسلام کے جھنڈے کے نیچے لایا جائے چنانچہ آج جماعت احمدیہ کا وجود ایک حقیقت بن کر دنیا کے کناروں تک اپنے مقصد کی تکمیل میں کوشاں ہے اور دنیا کے سامنے لیظہرہ علی الدین کلہ کی مجسم تصویر بنا ہوا ہے

حضرت مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی ایک غرض کسر صلیب قرار دی تھی۔ کسر صلیب سے مراد از روئے دلائل صلیبی مذہب کا بطلان ثابت کرنا ہے۔ صلیبی مذہب کا بنیادی عقیدہ حضرت یسوع مسیح کی صلیبی موت اور دوبارہ جی اٹھنا ہے۔ مسئلہ کفارہ کی بنیاد بھی اسی عقیدہ پر ہے۔ چنانچہ پولوس لکھتا ہے:-

”اگر یہ مسیح صلیب پر مر کر نہیں جی اٹھا تو ہماری منادی بھی بے فائدہ اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ“

(کرنتھیوں $\frac{15}{15-14}$)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر اس عقیدے کا بطلان اس طرح ثابت فرمایا کہ صلیب کو پاش پاش ہو جانا پڑا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عقلی و نقلی دلائل سے حضرت یسوع مسیح کی صلیبی موت اور کفارہ کی حقیقت دنیا کے سامنے پیش فرمائی اور سارے مسلمانوں کو یہ راز کی بات بتا دی کہ:-

”اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہونے کے بعد تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے ...... ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے اس لئے اس نے مجھے بھیجا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۲۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پر شوکت اعلان نے مسیحی دنیا میں ایک زلزلہ پیدا کیا اور کئی انداز میں عیسائی منّاد

یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے کہ عیسائیت بڑی تیزی سے تنزل کی طرف جا رہی ہے اور بیسویں صدی کے لوگ مسیح کو خدا ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک طرف یحیی الدین ویقیم الشریعۃ کے مطابق دین اسلام کو از سر نو زندہ کیا اور شریعت محمدیہ کو دنیا میں نئے سرے سے قائم فرمایا۔ تو دوسری طرف عیسائیت کی یلغار کی آپ نے اس رنگ میں مدافعت فرمائی کہ معاندین احمدیت بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ ایک غیر احمدی عالم جناب نور محمد صاحب قادری نقشبندی اپنے دیباچہ تفسیر القرآن کے صفحہ ۳۰ مطبوعہ ۱۹۳۴ء میں لکھتے ہیں:-

”ولایت کے انگریزوں نے پادریوں کی روپیہ سے بہت مدد کی اور انہوں نے آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدے کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور پادری اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو چکا ہے اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ اس ترکیب سے اس نے نصرانیوں کو اتنا تنگ کیا کہ ان کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دی“

پس امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی نے اسلام اور حضرت بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور وقار کو دنیا میں از سر نو قائم فرمایا اور اس وعدہ کے ساتھ اپنے حقیقی مولا سے جا ملے کہ:-

”سچائی کی فتح ہو گی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے“

(فتح اسلام صفحہ ۱۱)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

درثمین فضلہ

ہیں آپ جو رقوم ادا فرماتے ہیں وہ درویشوں سے آپ کی محبت اور فرض شناسی کی بھی آئینہ دار ہیں اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات گرامی کی تعمیل بھی ہے آپ سے اس فنڈ میں سالانہ ادائیگی کے بجز زیادہ سے فرماتے ہوئے آپ اپنی کا جائزہ لے کر وعدہ کی باقی رقم جلد ارسال کر کے ممنون فرمائیں

ناظر بیت المال آمد قادیان

سو فیصدی ادائیگی کرنیوالی جماعتوں کی فہرست

چندہ وقف جدید سو فیصدی ادا کرنے والی جماعتوں کی فہرست زیر ترتیب ہے۔ وہ جماعتیں جن کے وعدے سو فیصدی یا پچانوے فیصدی ادائیگی کی اطلاع دفتر میں پہنچ جائے گی یا رقم داخل خزانہ ہو جائے گی ان جماعتوں کے نام نیز صدر صاحبان، سیکرٹریان مال، اعزازی کارکنان وقف جدید کے اسمائے گرامی بغرض دعا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں مورخہ ۲۵ فتح (دسمبر) تک پیش کر دئے جائیں گے۔ انشاء اللہ

احباب کرام اس نادر موقع سے فائدہ مستفید ہوں

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

خدا تعالیٰ کے انعام

تحریک جدید کا نیا سال شروع ہوئے ایک ماہ سے زائد عرصہ گزر چکا ہے لیکن ابھی تک بہت سی جماعتوں اور افراد کے وعدہ جات موصول نہیں ہوئے۔ حالانکہ اوّل وقت میں وعدہ اور ادائیگی کا ثواب اور اللہ تعالیٰ کے انعام پیچھے رہنے والوں سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔

احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ جلد سے جلد اپنے وعدہ جات چندہ تحریک جدید سے دفتر ہذا کو مطلع فرما دیں۔ اور پھر جلد ادائیگی کر کے اللہ تعالیٰ کے مزید انعامات کے وارث ہوں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

انگریزی رسالہ منارٹ MINARET کیوں خریدیں

نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کے منظور شدہ سہ ماہی رسالہ منارٹ کی خصوصیات جو ہمارے ملک کا بہترین اور واحد مذہبی رسالہ ہے۔

- منارٹ قابل مطالعہ ہے۔ مذہبی، مجلسی اور اقتصادی مسائل کے متعلق اعلیٰ پایہ کی شخصیتوں کے مضامین کے لئے
- منارٹ قابل توجہ ہے۔ موثر، معیاری لیکن کم خرچ اشتہارات کے لئے
- اس کا خریدار بننا اور اس میں اشتہار دینا مترادف ہے اپنی بہبودی کے کام میں شرکت کرنے اور مفاد اسلام میں معاون بننے کے۔
- سالانہ چندہ (اندرون ہند) تین روپے (سیلون پاکستان وغیرہ بیرون ہند) آٹھ روپے
- نرخ اشتہارات۔ پورا صفحہ ساٹھ روپے۔ نصف صفحہ تیس روپے۔ ¼ صفحہ پندرہ روپے
  سرورق بیرون پورا صفحہ ۱½ صد روپے نصف صفحہ پچھتر روپے
  سرورق اندرون پورا صفحہ ایک صد روپیہ نصف صفحہ پچاس روپیہ
  پتہ برائے ترسیل چندہ و خط و کتابت

MANAGER MINARET QUARTERLY
WEST SILK STREET CALICUT—1

شکریہ احباب اور درخواست دعا

والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے سلسلہ میں خاکسار کو دہلی میں اور عزیزم مولوی نور الحق صاحب انور کو ربوہ میں بکثرت تعزیت کے خطوط موصول ہوئے اور یہ خطوط ہندوستان پاکستان اور بیرون ہند افریقہ امریکہ۔ لنڈن۔ انڈونیشیا فجی اور کینیڈا وغیرہ سے آئے ہیں۔ میں جملہ آمدہ خطوط کا جواب دینے کی کوشش کر رہا ہوں۔ تاہم اغلب ہے کہ بعض احباب تک میرا جواب نہ پہنچ سکے اس لئے میں اخبار بدر کے ذریعہ تمام اپنے بھائیوں اور بہنوں کا جنہوں نے اس موقع پر ہمارے ساتھ انتہائی ہمدردی فرمایا اور ہمارے غم میں شریک ہوئے اور ہمارے صدمہ کو بہت حد تک ہلکا فرمایا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بالخصوص بیرون ہند کے ان احباب کا جن سے میری ذاتی ملاقات تو نہیں البتہ ایک خادم سلسلہ اور احمدی ہونے کے ناطے ان سب سے رشتۂ وداد و محبت ہے خاص طور پر ممنون ہوں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ احباب والدہ مرحومہ کی بلندی درجات کیلئے دعا فرما دیں۔ خاکسار بشیر احمد خادم سلسلہ احمدیہ

رت امیر المومنین خلیفۃ المسیح
لث اَیَّدَہُ اللّٰہُ تعالیٰ اکرا
غانا) میں ایک نئی مسجد کا
سنگِ بنیاد
رکھتے ہوئے۔

حضور اَیَّدَہُ اللّٰہُ تعالیٰ
نے تعلیم الاسلام احمدیہ
سیکنڈری سکول کماسی (غانا)
میں ایک بصیرت افروز
خطاب سے طلباء کو نوازا۔

دارُالتبلیغ کماسی (غانا)
میں ہزاروں مشتاقانِ دید
کو شرفِ زیارت عطا کرنے
کے بعد حضور پُر نور نے
چند لمحے آرام فرمایا۔

Registered with the Registrar of Newspapers for India at No. R.N. 61/57

. No, P. 67 Phone : 35

The BADR

Weekly Qadian

Editor:- Mohammad Hafeez Baqapuri.

Sub Editor:- Khurshid Ahmad Anwar.

Price:- 75 P.

lume XIX | 17 th, 24th, Fatah 1349 H. S 17th, 24th December 1970 | Issue No. 51, 52